قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد لله والمنة که درین ایام فرخنده فرجام رساله من تصنیف

جناب افادت مآب حاوی معقول ومنقول مولوی محمد حسین صاحب سنبهلی المسمی

اماطة الاذی عن طریق الهدی

معه حواشی مولوی مظهر حسین صاحب سنبهلی و تقریر محمد علیخان

بن نواب محمد الحسن خان صاحب درباب مولد شریف

در مطبع محمدی دهلی باهتمام محمد مرزا خان طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ابدع الکائنات والصلوۃ علی رسولہ الذی ذاتہ فاتحۃ للمشکلات وآلہ
وصحبہ اولی الفضائل والکرامات **بعد** اسکے واضح ہو کہ یہہ تقریر مختصر و تحریر ماحضری
مسائل مستفسرہ جالنصاحب کی جو درباب **فاتحہ وغیرہا** رسوم رائجہ ومعمولات جاری
اکثر اہل اسلام بعض علمای کی خدمت مین ارسال کئی ہتی چنانچہ مولوی سید احمد
سہسوانی نے اونکا جواب ترقیم کیا میری نزدیک جو کتب معتبرہ سی مستنبط ہوتا ہے
اوسکا لکہنا مناسب معلوم ہوا **استفتا** جمیع علماء وفضلای دین متین خلافت مآب
حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین التماس ہے کہ
ان صاحبونکی خدمت بابرکت مین یہہ پانچ سوال گذرین متر صد ہون کہ بعد ملاحظہ
جواب انکی کتب معتمدہ واحادیث معتبرہ سی معہ مواہیر ویا دستخط کے تحریر فرماویں
اور اس کارخیر کو جملہ امور دینوی سے افضل اور اشرف جانکر دریغ اور تامل نفرماوین
وہ یہہ سوال ہین **اول** یہہ کہ تیجا دسوان وبیسوان وچہلم وششماہی وغیرہ کرنا
اور کہانا کہلانا مساکین کو اور لاچی دانہ وچنی وغیرہ تقسیم کرنا یا شب برات کو حلوی مانڈی
پر فاتحہ دینا درست ہی یا بدعت اور کیسی بدعت ہی **دوسرا** یہہ کہ فاتحہ دینی حضرت
غوث الثقلین قدس سرہ العزیز کی بنام نہاد گیارہوین کہ اکثر لوگ ان دیار دمصار مین
کرتی ہین درست ہی یا بدعت اگر یہہ بدعت ہی توکس قسم کے **تیسرا** یہہ کہ فاتحہ
بروز عاشورا حضرت سید الشہدا امام حسن وامام حسین علیہما السلام کی شربت وغیرہ

اور سبیل لگانی بنام بہنا د حضرت امام حسین کی بقید ماہ محرم الحرام درست ہی یا نادرست
چوتہا یہہ کہ اولیا و انبیا کا عرس کرنا بلا مزامیر درست ہی یا نادرست **پانچوان**
یہہ کہ مولد شریف پڑہنا کہانا یا شیرینی روبرو رکہکر اور کہڑا ہونا اہل مجلس کا تعظیم
انحضرت اور کہانی پر فاتحہ یا پنج ایت پڑہنا اور بتقریب خاص بتعین ایک تاریخ کی
عمل مین لانا درست ہی یا نادرست معہ حوالہ کتب فقہ و حدیث فتوی مطلوب ہے
امید کہ بنظر عنایت جلد تر اطلاع فرماوین والسلام **الجواب و ہو خیر الفاتحین**
اولا کسیقدر تنقیح اون امور کی اولی و انسب ہی جنکی تحقیق سی جواب ان سوالونکی
بطرز اشتراک بغیر ملاحظہ خصوصیت کی مستنبط ہون بعد اسکی علیحدہ علیحدہ جواب انکا
مستحسن معلوم ہوتا ہی اس نظر سی تحریر کرنا معنی بدعت اور مسئلہ اباحت و حرمت
اور اس امر کا کہ نیا پایا جانا کسی چیز کا قرون ثلثہ مین موجب حرمت یا کراہت ہی یا نہین
مناسب متصور ہے اور بجہت ضیق فرصت کی صرف ان تین امرونکی قدری
تحقیق پر اقتصار کیا جاتا ہی مولوی محمد اسحاق صاحب نی مائۃ مسائل مین بعضی معانی
بدعت کی بحر الرائق وغیرہ سی نقل کئی ہین اور اس وقت مین بجہت موانع
اور شواغل کے سوای اونکی کلام کی اور نقلون کی ضرورت نہین معہذا
اگر اونہین کی منقولات پر اکتفا کیا جاوی تو بہی چندان مضائقہ نہین ہی لہذا
اب اونہین کی روایات منقولہ معرض بیان کی جاتی ہین معنی بدعت کی بحر الرائق سے
نقل کرتی ہین البدعۃ ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من علم او عمل او حال بنوع شبہۃ او استحسان وجعل دینا قویما و صراطا مستقیما یعنے
بدعت وہ چیز ہی کہ نکالی گئی ہو خلاف حق کی جو حاصل ہوا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سی علم ہو یا عمل یا حال بطور شبہہ یا استحسان اور وہ دین درست اور راہ راست قرار
دی گئی ہو اگر اس تعریف مین نوعی غور عمل مین آوی تو غضب ہی کہ یہہ امر کسی عاقل پر پوشیدہ

اور معنی نہ بنیگا کہ جو شی ایسی ہو کہ مخالف کسی حکم یا فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نہو اگرچہ
اوسکا وجود قرون ثلثہ مین نپایا جاوی ان معنی سی بدعت کی خارج ہی اور اوسپر
ہرگز حکم امتناع کا باعتبار ان معنی منقول مولویصاحب موصوف کی جاری اور نافذ
نہوگا اس نظرسی کہ جسکو قدری لغت اور استعمالات عربیہ سی مناسبت ہی اوس
شخص پر مخالفت اور مغائرت کی معنی کا فرق ظاہر بلکہ اظہر ہوگا کبہی وہ امر
جسپر حکم اباحت و حرمت و کراہت کا شارع کی جانب سی صادر نہوا ہوا اور زیادتی
تغییر کسی امر مخصوص محدود شرعی کی ہو مخالف حکم شارع کا کہا جائیگا ہان
اگر اہل اشیا کی حرمت قرار دیجاوی تو علما مخالف حکم کہسکتی ہین اور اس تقدیر پر
کہ اہل اشیا کی اباحت ہو وہ شی شل اوسکے ہی جسکے خاص حق مین کوئی حکم
جواز منصوص عموما یا خصوصا وارد و پذیر ہوا ہو اور اگر یہہ امر ہی تسلیم کیا جاوی
کہ معنی مخالفت کی بعینہ مغائرت کی ہین یا اسمقام پر اوس سی مغائرت مقصود ہے
یعنی بدعت وہ چیز ہے جو غیر ہو اوسکی جو ثابت ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم سی علم ہو یا عمل یا حال تب ہی یہہ امر تو ضرور ہی ہی کہ مطلق مغائرت
مراد نہو اس معنی سی کہ جسمین کسی نوع کی غیریت ہو وہ بدعت ہی چنانچہ مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب کی کلام سی ہی جو ایضاح الحق مین مذکور ہی یعنی محدث
ہمان چیز یست کہ دران ازمنہ متبرکہ نہ خود ش بوجود آمدہ باشد و نہ نظیر آن ہی
مضمون مفہوم ہوتا ہی پس ظاہر ہی کہ جو چیز ایسی ہو کہ فی نفسہ اوسکا وجود
ازمنہ متبرکہ متمنہ مین پایا جاوی لیکن باعتبار عوارض مفارقہ کی جو بلحاظ بعض
خصوصیات زمانہ وغیرہا کی جو اوسکی ذات اور ماہیت سی خارج ہین اور معتقد کی
اعتقاد مین ہی وجوبا یا استحبابا داخل نہین ہین اوسکو نوعی مغائرت اعتباری امور
مثبتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ عارض اور لاحق ہوگئی ہی

نظم اوز المتکلمین الرد علی الملاحدة والمبتدعین وشبه ذلک ومن المندوبة تصنیف کتب العلم وبناء المدارس والربط وغیر ذلک

ہوسکتی اور کسی عاقل پر پوشیدہ نہین ہی کہ اعمال وافعال کا وجود بلا تعین زمانہ اور تخصیص فاعل اور ہیئت خاصہ کی نہین ہوسکتا اور یہہ تخصیصات اور تعینات اونکو لازمۃ الوجود ہین ہان اگر کسی خصوصیت زمانہ کو جسکی خصوصیت وجوبا یا استحبابا ثابت نہوا اور عقلا کچھہ خصوصیت اوس فعل سی نرکھتا ہو کوئی شخص واجب یا مستحب سمجھی تو اوسکی راہ راست اور طریق مستقیم سی نوعی بعید ہونی مین شک نہین ہی اور اگر یہہ بہی فرض کیا جاوی کہ یہہ امر بدعت بمعنی مغائر کا مصداق ہے تب بہی بنا بر تحریر مولوی محمد اسحاق صاحب کی یہہ لازم نہین آتا کہ یہہ از روے شرع حرمتہ یا کراہتہ منہی عنہ ہو اسواسطہ کہ بدعت حسنہ بہی ہوتی ہی اور سیئہ بہی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تراویح کو فرماتی ہین نعمت البدعۃ ہذہ اور مولوی محمد اسحاق صاحب مائۃ مسائل مین لکہتی ہین سوال خواندن علم صرف و نحو بدعت حسنہ است یا سیئہ جواب کسانیکہ قائل بتقسیم بدعت اند پس نزد ایشان بدعت حسنہ است کما قال ابن الحجر فی فتح المبین البدعۃ منقسمۃ الی الاحکام الخمسۃ لانہا اذا عرضت علی القواعد الشرعیۃ لم تخل عن واحد من تلک الاحکام فمن البدع الواجبۃ علی الکفایۃ الاشتغال بالعلوم العربیۃ الواجبۃ المتوقف علیہا فہم الکتاب کالنحو والصرف والمعانی والبیان واللغۃ الی اخرہ بالجملہ ان معنی بدعت کے موافق وہ شی بدعت ٹہرتی ہے جو مخالف ہو قول اور فعل اور طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوسکی عمل مین لانی والی نی اوسکو دین مستحکم قرار دیا ہو دوسری معنی بدعت کی فتح المبین ابن حجر مکی سی نقل کرتے ہین شرعا ما احدث علی خلاف امر الشارع ودلیلہ الخاص والعام یعنی بدعت از روی شرع وہ چیز ہی کہ نکالی گئی ہو خلاف حکم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اوسکی دلیل خاص و عام کی اس معنی بدعت سی بہی ظاہر ہی کہ جس نی مین ذکر خیر ہو جو منجملہ احوال کرامت وعظمت ومعجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یا حال کرامات کسی اور نبی و ولی کا ہی یا قراوت آیات کلام مجید کی ہی یا وہ شی
جسمین تصدق علی الفقرا ہوا اور اوسمین کچھہ شائبہ اور آمیزش امور سیئہ و مکروہ
و ممنوعہ کی نہو اگرچہ بہیئت مجموعیہ بجہت بعض خصوصیات کی جو مباحات سی ہون
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم خاص اور طریقہ مخصوصہ سی ثابت نہو
لیکن دلیل عام سی ثابت ہونا اوسکو بہی شامل ہے اسواسطہ کہ وہ عمل صالح ہی
اور عمل صالح کی اجازت مین شک نہین من عمل صالحا فلنفسہ و من اساء فعلیہا اور
بہت آیات و احادیث اس سی مالامال ہین ہان اگر اوسمین کسی بدی اور برائی کی
آمیزش ہی یا وہ خصوصیت جو اوسمین پائی جاتی ہی اور حکم شرع کی بموجب
استحبابا یا وجوبا ثابت نہین ہی مستحب یا واجب سمجہی گئی ہو تو اوسکی برا ہونی مین
شک نہین ہی اور نقل کرتی ہین معنی بدعت کی شرح مشکوۃ ملا علی قاری سی
ناقلا عن النودی البدعۃ فی الشرع احداث مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہکذا فی حاشیۃ السید علی المشکوۃ یعنی بدعت شرع مین نکالنا اوس چیز کا ہے
جو عہد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہتی اس معنی سی بدعت کی ہر بدعت
ضلالت نہین ٹہر سکتی اسواسطہ کہ اعراب کلام مجید اور تدوین و تالیف احادیث
و جمع آیات قران حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ مین موجود نہتی
بعد اسکی عمل مین لائی گئی اور ایسی ہی تصنیف کتب فقہیہ و غیرہا ایسی چیزین ہین کہ
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت مین انکی نظیر کا بہی وجود نہتا ہان
اصل انکی ضرور تہی اگرچہ یہ امور مستنبط اور مستخرج آیات و احادیث سی نہوتی تو کسطرح
امور مستحسنہ شمار کئی جاتی چنانچہ مولوی محمد اسحاق صاحب بہی سوال مابعد مین تحریر
کرتے ہین دیکہانیکہ تعریف بدعت نمودہ اند باحداث مالم یکن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پس نزد ایشان اقسام بدعت دو است یکی ہدی و دیگر بدعت ضلالت

کما قال الجزری فی النہایۃ البدعۃ بدعتان بدعۃ ہدی وبدعۃ ضلالۃ فما کان فی خلاف
ما امر اللہ بہ ورسولہ فہو فی حیز الذم والانکار وما کان واقعا تحت عموم ما ندب اللہ
الیہ وحض علیہ اورسولہ فہو فی حیز المدح بعد نظر کرنی اس عبارت کی اور اون معنی
بدعت کی جو اوپر معرض تحریر مین آچکی ہین ہر عاقل پر بین اور روشن ہی کہ
بدعت شرعیہ بہی دو قسم ہے بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ اسواسطہ کہ کلام
منقول ملا علی قاری مین لفظ البدعۃ فی الشرع کا مذکور ہی اور مولوی محمد اسحاق صاحب
کی اس کلام سی صاف ظاہر ہے کہ یہہ معنی منقسم ہین بدعت ہدی یعنی حسنہ
اور بدعت ضلالت یعنی سیئہ کی طرف اور بعد ایک ادنی التفات کی یہہ امر
بہی اظہر من الشمس ہو جاتا ہی کہ بدعت حسنہ موقوف اس امر پر نہین کہ اوسکو
پہلی مجتہدین نی نکالا ہو اور وہ اونہین کی قرار دہ ہو بلکہ مولویصاحب مغفور
بہی رسالہ مائۃ مسائل مین لکہتی ہین سوال بدعت حسنہ محدود است بوقت من الاوقات
یا غیر محدود والی یوم القیامۃ جواب غیر محدود است عند القائل بتقسیمہا بحدیث
من سن سنۃ الخ وہکذا پس لفظ من کا حدیث من سن سنۃ مین موافق ضوابط
اصول کے عام ہی اور شامل ہے مجتہد اور غیر مجتہد کو اور جب غیر محدود ہوئی
اور موقت نہوئی کسی وقت کی ساتہہ تو اس سی بہی ظاہر ہے کہ جس وقت مین
مجتہد کا وجود نہو بدعت حسنہ نکل سکتی ہی اور اگرچہ روایات اکثر آپسمین متعارض
اور متناقض ہوتی ہین خصوصا روایات فتاوی لاکن ناقد و مرجح اونکی علمای
متاخرین جو بعد عبور کتب کی مغلوب وغالب اور راجح و مرجوح مین تمیز کرتے
ہین ہوتی ہین لہذا ہمنی یہان پر مولوی محمد اسحاق صاحب کی کلام پر جو
مستند و معتمد علیہ اونکی تابعین کا ہی اکتفا کیا اور چوتہی معنی بدعت کے
شرح السنۃ للبغوی سی نقل کرتی ہین البدعۃ ما احدث علی غیر قیاس اصل من اصول الدین

یعنی بدعت وہ چیز ہے جو نکالی گئی ہو اسطرح پر کہ اصول مین سی کسی اصل کے قیاس پر
نہو اس معنی سی بدعت کی یہی یہہ کلیہ صحیح نہین ہوتا کہ جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین نپائی جاوی وہ بدعت ہی اسواسطہ
کہ اگر پائے جانے کے یہہ معنی ہین کہ اوسوقت مین معمول بہ ہوا اور اس چیز کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود یا کوی اصحاب یا تابعین یا تبع مین سی عمل مین
لایا ہو تو البتہ اس معنی سی نپایا جانا زمانہ ہای متبرکہ مین موجب بدعت کا نہین
اسواسطہ کہ جائز ہے کہ وہ کسی قاعدہ اور ضابطہ کی نیچی مندرج ہو جو کتاب یا سنت
یا اجماع یا قیاس مجتہد سے ثابت ہوا ہی لاکن اون زمانون مین اوس خاص فعل
جزئی اور عمل مخصوص پر کسی نے عمل نہ کیا پس اوس فعل خاص کا مطابق
قیاس اصول کے ہونا باعث اوسکی نہ بدعت ہونی کا ہو جائیگا اور اگر پائی جانے
کی یہہ معنی کہ اون زمانہ متبرکہ متیمنہ مین جو اصول اور احکام مقرر اور متعین
ہوئی کہ ثبوت اونکا از روی کتاب یا سنت یا اجماع یا قیاس کے ہے اونکے
مطابق اور موافق ہو تو البتہ نپایا جانا کسی چیز کا اس معنی سی موجب اوسکے
بدعت ہونیکا ہو جائیگا پس وہ چیزین جنکا جواز یا استحباب اصول دین سی کسی
اصل سے ثابت ہوا ہو بدعت نہین ٹہر سکتین اور اگرچہ کئی چیزونکا مجموعہ جو اجتماعا
عمل مین آئی ہون ہیئت مجموعی شرع سی ثابت نہو لیکن اجزا اوسکی علیحدہ علیحدہ
بانفرادہا مثبت ہون بشرطیکہ اوسکی فاعل نی اوس اجتماع کو امور دینیہ مستحبہ
یا واجبہ سی نہ سمجھا ہو بدعت نہین ہو سکتی اسلئی کہ ہیئت اجتماعی امور مباح یا مستحب
کی اوس قبیل سی جسکی تحریم یا کراہت پر کوئی نص یا اور حکم دین صادر نہین ہوا
جیسی متنفل کہ اوسکو اختیار ہی کہ نوافل اپنے علیحدہ علیحدہ ادا کری یا ملاکر
اور فرائض کے ساتھہ یا اونسی جدا کر کے رسالہ ہدایۃ المبتدعین کی آخر مین

ایک تحریر مین تفسیر معالم التنزیل سی معنی بدعت کی نقل کئی ہین مالا یعرف
فی الشریعۃ اصلہ یعنی شریعت مین جسکی اصل نہ معلوم ہو بادی النظر مین اور بعد
کما ینبغی نظر کئی ہی یہ امر منضبط اور قائم رہتا ہی کہ وہ شی جو خود قرون ثلثہ مین
نبائی جاوی ضرور نہین ہے کہ از روی شرع بدعت قرار پاوی اسواسطہ کہ
صرف خود ایک شی کا قرون ممدوحہ مین نپایا جانا بدعت ہونیکی واسطہ کافی نہین ہے
بلکہ بدعت وہ ہی کہ جو نہ خود نہ اوسکی نظیر نہ اوسکے اصل ازمنہ موصوفہ مین پائی گئی
پس اگر اوسکی اصل پائی جاتی ہی تو پایا جانا اصل کا عرفا و شرعا اوسیکا پایا جانا
قرار دیا جاتا ہی چنانچہ صلوۃ و صیام و دیگر امور مشروعہ متجددہ باعتبار تعدد
و تجدد ازمان کی کہ باعتبار اس خصوصیت خاصہ زمانیہ وغیرہا کی زمانہ ہای
متبرکہ محمودہ مین نہین پائی گئی لیکن جو کہ نظائر اونکی جو اونکی شریک ماہیت
نوعیہ مین ہین پائی گئی بدعت نہین ٹہر سکتی لہذا پایا جانا ایک نوع کا باعتبار
بعض افراد کے افراد باقیہ کی عدم بدعت کی واسطہ کافی و وافی ہی اور
اسیطرح وہ شی جو نہ خود پائی گئی ہو نہ اوسکی نظیر لیکن اصل اوسکی ثابت ہو
جلیسی اجتماع چند امور مستحب یا مباح کا اگرچہ بہیئت مجموعی وجود اونکی نظیر کا
ازمنہ موصوفہ مین نپایا جاوی لیکن اصل اوسکی البتہ زمانہ ہای مسطورہ مین
پائی جاتی ہے اسواسطہ کہ اجزا اوسکی علیحدہ علیحدہ شرع سی ثابت ہوتی ہین
اور یہی معنی اصل کے پائی جانے کے ہین اور کسی شخص صاحب فہم پر مخفی نہین
ہی کہ قید اصلہ کی جو تعریف بدعت مین لگائی گئی ہی فائدہ اوسکا یہی ہی کہ
شامل ہو اون اشیا کو جنکی اصل اور مادہ پایا گیا ہو اور نفسہا و نظیرہا نپائی گئی
ہون ورنہ کچھہ حاجت اوس قید کی نہ تہی صرف مالا یعرف فی الشریعۃ
کافی ہتا بالجملہ ہماری غرض یہان پر صرف اسی سی متعلق ہی کہ بدعت

بدعت حسنہ اور سیئہ کو اور ہر بدعت ضلالت اور گمراہی نہین ہوسکتی مگر جب بدعت
بدعت سیئہ اور بدعت مخالف شرع مراد ہو چنانچہ قدری بیان اسکا سابقا تحریر
مین آچکا ہی اور شک نہین کہ جو امر محدث ہو اور شرع مین نیا نکالا گیا ہو اوسکا
بدعت سیئہ ہونا ضرور نہین چنانچہ فتاوی عالمگیری مین لکہا ہے لاباس بکتابۃ
اسامی السور و عدد الآی وہو و ان کان احداثا فہو بدعۃ حسنۃ وکم من شئی کان احداثا
وہو بدعۃ حسنۃ وکم من شئی یختلف باختلاف الزمان والمکان کذا فی جواہر
الاخلاطی اور اگر اس سی بہی قطع نظر کیا جاوی تو ہمکو محض اسقدر استفسار کافی ہے
کہ بدعت شرعیہ بدعت سیئہ سی عبارت ہی یا نہین اگر ہے تو ہر شئی محدث
بدعت سیئہ و ضلالت ہی نہین اگر بدعت سیئہ ہی تو یہہ امر قابل قبول نہین
چنانچہ بیان اسکا کسیقدر عبارت ماقبل مین کیا گیا اور اگر بدعت سیئہ نہین ہے
بلکہ بدعت سیئہ وہ ہی جو مخالف ہو حکم شارع اور اوسکی قول و فعل کی اور معنی
مطلق محدث کی بدعت لغویہ ہی تو ہم اون اشیا کو جنکا ذکر عبارت سابقہ مین
کیا گیا یعنے جو مخالف شرع کی ہی نہین ہین اور قرون معہودہ مین نہین پائے
گئین بدعت شرعیہ نہین قرار دینگی ہان اسبات کا اقرار کرتے ہین کہ وہ
بدعت ہین عام اس سی کہ شرعیہ ہون یا لغویہ اور مطلق بدعت سبب ضلالت کا
نہین ہوسکتی اور اگر بدعت شرعیہ بدعت سیئہ سی عبارت نہین ہی بلکہ عام امر محدث
کو کہتی ہین تو ہم اسکی قائل ہو جاینگی کہ وہ بدعت شرعیہ ہین لیکن اس تقدیر
سی کچہہ نقصان اونمین لازم نہین آتا اسلئی کہ مطلق امر محدث ہونا ضلالت
اور گمراہی کے واسطی کافی و وافی نہین ہی چونکہ بالفعل شواغل و موانع بہ
زیادت تنقیح و تحقیق کی ہین اس بحث مین صرف اسیقدر پر اقتصار و اکتفا
کیا جاتا ہی باقی رہا مسئلہ اباحت و حرمت سو بعد تتبع تقاریر علما کی یہہ

مفہوم ہوتا ہی کہ اصل اشیا مین بعد ورود شرع کی اباحت ہی یعنی جسکا
حکم شرع مین وارد نہین ہوا وہ مباح ہی چنانچہ شیخ عبدالحق نی ترجمہ مشکوۃ مین
حدیث عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان اہل الجاہلیۃ یاکلون اشیاء ویترکون
اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ وانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل فہو
حلال وما حرم فہو حرام وما سکت فہو عفو کی ذیل مین لکھا ہی ازینجا معلوم میشود
کہ اصل در اشیا اباحت است اور ملا علی قاری فہو عفو کی معنی مین لکھتی ہین
ای تجاوز عنہ لا تواخذون بہ اور شیخ عبدالحق ذیل مین حدیث ان اللہ فرض
الفرائض فلا تضیعوہا وحرم حرمات فلا تنتہکوہا وحد حدودا فلا تعتدوہا وسکت
عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا کی فرماتی ہین سکوت کرد از بعضی چیزہا وبیان
نفرمود انہارا نہ آنکہ فراموش باشد کہ فراموشی بروی روا نبود بلکہ رحمت
کرد وآسان ساخت کار بر شما اور ملا علی قاری نی اسکی ذیل مین یون لکھا ہی دل
علی ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ اور ذیل مین حدیث الحلال ما احل اللہ
فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فہو مما عفی عنہ کی لکھا ہی وفیہ
ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ اور شیخ عبدالحق نی ترجمہ مشکوۃ مین اس
حدیث کی ذیل مین لکھا ہی واین دلیل است بر آنکہ اصل در اشیا اباحت است
اور ملا علی قاری نی مرقاۃ مین بہت جگہہ تصریح فرمائی ہی چنانچہ بعد حدیث
لا یحل للرجل ان یہجر اخاہ فوق ثلث لیال کے لکھا ہی وفیہ ان الاصل فی الاشیاء
الاباحۃ اور باب اسامی مین یہہ لکھا ہی والحاصل ان المولی والسید علی الاطلاق
ہو اللہ سبحانہ وجواز اطلاقہ وعدمہ علی غیرہ لا یعرف الا من الشارع ولم یرد
نہی علی اطلاق المولی علی غیرہ سبحانہ فیجوز علی اصل الاباحۃ وہو المتعارف
فیما بین المسلمین وما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اور شرح وقایہ مین

مذکور ہی لما حکم الحرمۃ للمسفوح بقی غیر المسفوح علی اصلہ وہو الحل ویلزم منہ
الطہارۃ اور غایہ مین لکہا ہی لان مال اہل الحرب فی دارہم مباح بالاباحۃ
الاصلیۃ والمسلم المستامن انما منع من اخذہ لعقد الامان پس وہ اشیا جنکی حرمت کا
حکم شریعت مین وارد نہین ہوا اپنی اصل اباحت پر باقی رہینگی بنا برین فاتحہ و
مولد شریف وعرس وغیرہا اگر فرض کیا جاوی کہ انکی اباحت کا حکم شریعت سی
مستنبط نہین ہوتا تب بہی بباعث وارد نہونی حکم حرمت کی جائز ومباح ہین ب
یہہ امر معرض بحث رہا کہ ایک شی کا زمانہ صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین مین نبایا جانا
موجب حرمت یا کراہت کا ہی یا نہین سو نہجی بیان اسکا بحث اول مین یعنے
مسئلہ معانی بدعت مین قلمبند ہوچکا ہی اور اسمین مولوی محمد اسحاق صاحب کی
تحریر سی بہی ثابت کیا گیا ہی کہ جو قرون ثلثہ مین نبایا جاوی اوسکا بدعت سیئہ
اور ضلالت ہونا لازم نہین بلکہ کبہی حسنہ اور واجب اور مندوب بہی ہوتی ہی
اور بحوالہ فتاوی عالمگیری بہی امر محدث کا غیر حرام ومکروہ ہونا مثبت کیا ہی
یہان بہی کچہہ بیان اسکا تحریر کیا جاتا ہی حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
احیاء العلوم مین فرماتی ہین وقول القائل ان ذلک بدعۃ لم یکن فی الصحابۃ
فلیس کل ما یحکم باباحتہ منقولا عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم وانما المحذور بدعۃ تراغم
سنۃ ماموراً بہا ولم ینقل النہی عن شیء من ہذا والقیام عند الدخول للداخل لم یکن
عادۃ العرب بل کان الصحابۃ رضی اللہ عنہم لا یقومون لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی بعض الاحوال کما رواہ انس رضی اللہ عنہ ولکن اذا لم یثبت فیہ نہی عام
فلا نری بہ باسا فی البلاد التی جرت العادۃ فیہا باکرام الداخل بالقیام فان
المقصود منہ الاحترام وتطییب القلب بہ وکذا سائر انواع المساعدات اذا قصد
بہا تطییب القلب واصطلح علیہا جماعۃ فلا باس بمساعدتہم علیہا بل الاحسن المساعدۃ

الافیما ورد فیہ نہی لا یقبل التاویل اور صاحب وقایہ فی باب الاذان مین لکہا ہی
واستحسن المتاخرون تثویب بصلوٰت کلہا اور باب الجنائز مین لکہا ہی واستحسن المتاخرون
العمامۃ پس ظاہر ہوا کہ تثویب جمیع صلوٰت وعمامہ اختراع واستخراج متاخرین کا ہے
زمانہ متقدمین مین یہہ نہین تہا اور باوجود اسکی مستحسن ہے اور درمختار مین لکہا ہے
وقوف الناس یوم عرفۃ فی غیرہا تشبیہا بالواقفین لیس بشیٔ ہو نکرۃ فی موضع
النفی فیعم انواع العبادات من فرض وواجب ومستحب فیفید الاباحۃ وقیل یستحب
ذلک کذا فی مسکین وقال الثانی لو اجتمعوا لشرف ذلک الیوم لسماع الوعظ
بلا وقوف وکشف رأس جاز بلا کراہۃ اتفاقا اور باب الاذان مین لکہا ہی
التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ واحدی وثمانین فی عشاء
لیلۃ الاثنین ثم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین احدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین
وہو بدعۃ حسنۃ اور باب الجمعہ مین لکہا ہی ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین
لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی ویکرہ تحریما وصفہ بما لیس فیہ اور یہہ کہنا کہ
فقہاء معتمدین وعلماء معتبرین نے بحکم الضرورات تبیح المحظورات کی خلاف سلف بعض
چیزونکو مثل تلفظ بالنیۃ وتثویب کو مباح کر لیا ہی بالآخر مرجع ومآل اسکا یہی ہے
ہی کہ نیا پایا جانا قرون ثلثہ مین موجب حرمت اور کراہت کا نہین ہے سو اسکا
کہ اول تو انہین کیا ضرورت قویہ ہی کہ سلف کی عہد مین نہ تہی اور متاخرین
فقہا کی وقت مین پیدا ہوئی اور اگر فرض ہی کیا جاوی تو جس شخص کی نزدیک
کل بدعۃ ضلالۃ نص صریح تحریم اشیاء محدثہ کی ہی کسطرح پر متاخرین صرف
اپنے رای وقیاس سی اوسکو منسوخ ومتروک کر سکتی ہین ہان اگر کوئی نص
اوسکی نزدیک ناسخ اوسکے موجود ہوا اور باوجود اسکے بہی ہمارا مقصود حاصل ہے
بلکہ حاصل ہونا مدعا کا باقرار مقابل اثبات بینہ سی اولی واحسن ہی اہلی کہ امین.

سوئت و مشقت استدلال و اثبات کی نہین اور اگر قول الضرورت تبیح المحظورات ملحوظ ہو تو کچھ خصوصیت فقہا و علمای معتبرین کی نہین ہی کیونکہ یہہ قول عام مطلق ہی مختص لشخص دون شخص و بوقت دون وقت نہین ہی اور جو روایات نقل کے جاتی ہین صحابہ اور تابعین سی اس باب مین کہ جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین نہین ہوا وہ بدعت ہی اس تائید کی واسطہ کہ نکالنا بدعت کا اور عمل کرنا اوسپر گمراہی اور بگراہی ہی اس دعوی کو مقدوح و مجروح کرتے ہین کہ جو چیز قرون ثلثہ مین بنائی جاوی وہ گمراہے ہے اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتی ہین وکذالبس تاج الرفضة مکروہ کراہة تحریم والثم یکن کفرا بناء علی عدم تکفیرہم لقولہ علیہ الصلوة والسلام من تشبہ بقوم فہو منہم الا اذا کان فی دیارہم و ماموراً بان یمشی مکرہا علی آثارہم فلا یضرہ اما جواب بعض العلماء فی مقام الانکار علیہ بان کسوة القلنسوة الا ذبکیة ایضا بدعة فلیس فی محلہ فانا ممنوعون من التشبہ بالکفرة و اہل البدعة فی شعارہم لا منہیون عن کل بدعة ولو کانت مباحة سواء کانت من افعال اہل السنة او من افعال الکفرة و اہل البدعة فالمدار علی الشعار اور درمختار مین ہی والتلفظ عند الارادة بہا مستحب ہو المختار ویکون بلفظ الماضی ولو فارسیا لانہ الاغلب فی الانشاءات وتصح بالحال قہستانی وقیل سنة یعنی احبہ السلف او سنہ علمائنا اذلم ینقل عن المصطفی ولا الصحابة والتابعین بل قیل بدعة اور شیخ عبدالحق ترجمہ مشکوة مین عمامہ میت کی باب مین فرماتی ہین ظاہر عبارت در آنست کہ قمیص و عمامہ در کفن آنحضرت نبود و بعضی تاویل میکنند باینکہ مراد آنست کہ قمیص و عمامہ دران سہ جامہ نبود بلکہ خارج ازان سہ جامہ بود پس مجموع اکفان آنحضرت پنج بود و اول صحیح است زیرا کہ بتحقیق ثابت شدہ است کہ نبود

کفن آنحضرت کا سہ جامہ دبا ین اخذ کردہ شافعی و نزد ما نیز سنت کفن جامہ

است ولیکن ذکر کردہ اند در ہدایہ قمیص و عمامہ را استحسان کردہ اند از ا

بعضے متاخرین برای اشراف شرح وقایہ مین درباب عشر فی عشر لکہا ہی

ثم المتاخرون وسعوا الامر علی الناس وجوزوا الوضوء فی جمیع جوانبہ اور چلپی

حاشیہ شرح وقایہ مین لکہا ہی قولہ اصل المسئلۃ اہ کانہ اشارۃ الی ان تقدیر

عظم الغدیر بالتحریک مذہب المتقدمین والعشر فی العشر مذہب المتاخرین و یویدہ

قولہ ثم قدر ہذا اب ہم بخوف اطناب بعد اس تمہید و مبنی و منشای جواب کی

مقصود اصلے کے طرف کہ جواب استفسارات کا ہی علی وجہ التفصیل والتمیز

رجوع ہوتی ہین **نحن نشرع فی المقصود وہو الموفق پہلی سوال کا جواب**

یہہ ہی کہ پارہ ہای قران پڑہنا روز سیوم مین اور کہانا کہلانا مساکین کو

اور چنی اور الایچی دانہ وغیرہ تقسیم کرنا اور شب برات کو حلوی مانڈی پکا کر

دینا امر جائز و درست ہی بشرطیکہ خصوصیت روز سیوم اور چنی اور الایچی وغیرہ

اور حلوی مانڈی کی اعتقاد مین فرض یا واجب یا سنت نہ سمجہی گئی ہو اسواسطے

کہ یہہ امور فی نفسہا مباح ہین اور کوئی منع اور نہی شرع سی انکی حق مین ثابت

نہین ہوئی پس بنا بر ہماری تمہید و تقریر سابق کے یہہ امور اپنے اباحت

اصلیہ پہ قایم رہی اور قطع نظر اس اباحت اصلیہ کی انین سی بعض کا استحباب

اور بعض کے اباحت شرع سی بہی ثابت ہی چنانچہ تلاوت قران اور اطعام

مساکین خدا فرماتا ہی فاقرءوا ما تیسر من القران مدارک مین ہی روی ابو

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما انہ قال من قرا مائۃ آیۃ فی لیلۃ لم یکتب من الغافلین

ومن قرا مائتی آیۃ کتب من القانتین اور مشکوۃ مین ہی عن ابن مسعود رضی اللہ

عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرا حرفا من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ

بعشر امثالہا اور قرآن مین ہی اطعموا القانع والمعتر اور یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا
ویتیما واسیرا اور اطعموا البائس الفقیر اور بہت ایات واحادیث ایسی ہی مالامال
ہین اور تقسیم طعام وغیرہ امر مباح بلکہ مستحسن ہے چنانچہ جواب سوال چہارم مین اسکا
بیان کیا جائیگا اور فاتحہ مرسومہ ان دونون چیزون سی مرکب ہی پس وہ بہی لاجرم
مباح اس قیاس پر امر مستحسن ومستحب ہی اور یہی حال سوین اور بیسوین اور چہلم
اور ششماہی کا ہی اگرچہ باوجود شرط مذکور صرف فاتحہ وتصدق علی المساکین
پر اکتفا کیا جاتا ہی اور یہہ امور مبالغ اور مناہی شرعیہ سی خالی ہوتی ہین
اور اگر یہہ اشیا ملحوق وملوث بمناہی وسیئات ہوتی ہین تو البتہ منہی
لغیرہا ہونگی انکی ذات مین اوس سی کچہہ نقصان نہین آتا پس باین نظر کچہہ
حاجت معتد بہا شرط مسطور کی بہی نہین ہی باقی رہا یہہ چیزین بدعت ہین
یا نہین سو بدعت ہونا انکا یا تو اس اعتبار سی ہی کہ کوئی جزء انکا بدعت ہی یا
ہیئت مجموعی بدعت ہی اور ہر تقدیر بدعت حسنہ ہین یا سیئہ پس بر تقدیر
اول بدعت ہونا انکا ثابت نہین بلکہ وجود تلاوت قرآن وتصدق علی المساکین کا
ازمنہ مشہود لہا بالخیر مین ثابت ہی اور اگر بدعت فرض کیجائی تو سیئہ ہونا
ثابت نہین اسواسطہ کہ یہہ مخالف کسی سنت کی بہی نہین ہین اور کسی مفسدہ پر
بہی مشتمل نہین ہین اور بر تقدیر دوم بہی بدعت نہین ہوسکتین چنانچہ ہم
مبحث اول مین بیان کر آئے ہین اور بعض احادیث جنسی دہوکا انکی بدعت
ہونیکا پڑتا ہے اوسکی تحقیق لکہی جاتی ہے حدیث اول من احدث فی امرنا
ہذا ما لیس منہ فہو رد ملا علی قاری نی ذیل مین اس حدیث کی لکہا ہی وفی
قولہ ما لیس منہ اشارۃ ﷺ الی ان احداث ما لا ینازع الکتاب والسنۃ کما سنقررہ
بعد لیس بمذموم حدیث ثانی اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الہدی ہدی

محدثات الامور محدثاتها وکل بدعة ضلالة شیخ عبد الحق ترجمہ مشکوۃ مین تحریر فرماتی ہین
بدانکہ ہر چہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بدعت است و از انچہ موافق اصول
و قواعد سنت اوست و قیاس کردہ شدہ ست بران آنرا بدعت حسنہ گویند و انچہ
مخالف آنبا شد بدعت و ضلالت خوانند و کلیہ کل بدعة ضلالة محمول برین است و بعضی
بدعتہا است کہ واجب است چنانچہ تعلم صرف و نحو کہ بدان معرفت آیات و احادیث
حاصل گردد و حفظ غرائب کتاب و سنت و دیگر چیزہا کہ حفظ دین و ملت بران موقوف
بود و بعضی مستحسن و مستحب مثل بناہی رباطہا و مدرسہا و بعضی مکروہ مانند نقش و نگار
مساجد و مصاحف بقول بعضی و بعضی مباح مثل فراخی در طعامہا و لباسہای فاخر
بشرطیکہ حلال باشند و باعث طغیان نگردد و موجب تکبر و مفاخرت نشود پس اسی سی
معلوم ہوتا ہی کہ اگر مخالف ہو سنت کی تو بدعت سیئہ ہی اور یہہ چیزین مخالف
کسی سنت کی نہین ہین بلکہ ہجی طریقہ سلف مین پائی جاتی ہین چنانچہ مذکور ہوا
اور فاتحہ اور سورہ اخلاص و درود پڑہنا اور قران پڑہنا روز سیوم مین عمل کفار
جاہلیت کا نہین ہی اسواسطہ کہ اوس زمانہ جاہلیت مین قران تہا ہی نہین اور تصدق
علی المساکین اگر فرض کیا جاوی کہ اونکا عمل تہا تب بہی ممنوع اور حرام نہین ہوسکتا
اسواسطہ کہ اسکی اباحت بلکہ استحسان پر نصوص قطعیہ یقینیہ دال ہین دوسری یہہ کہ یہہ
اونکا شعار مخصوص نہین ہی کہ اوس سی اہل اسلام نی اخذ کیا ہو اور نہ اسکی حرمت
مذاہب اربعہ مین ثابت ہی اور یہہ امور جیسا کہ عامل و فاعل کی حق مین بہتر ہین
ایسی ہی میت کی حق مین جسکو ثواب پہونچایا گیا ہی مفید ہین اور مسئلہ ایصال
ثواب ""مثبت و مشہور اہل سنت کا ہی شیخ عبد الحق ترجمہ مشکوۃ مین فرماتی ہین
و در آثار قراءة فاتحة الکتاب و معوذتین و قل ہو اللہ احد و گردانیدن ثواب برای
اہل مقابر آمدہ ست و اختلاف کردہ اند در گردانیدن ثواب قران برای میت

و وصول ثواب آن بدو صحیح وصول اوست اور حدیث من ابتدع بدعة ضلالة لا
یرضاها الله ورسوله کی ذیل مین فرماتی ہین وکسیکہ بدعتی کند بدعت ضلالت کہ رضی
نیست ازان خدا ورسول خدا بخلاف بدعت حسنہ کہ دروی مصلحت دین وتقویت
وترویج آن باشد اور منجملہ اقوال موہمہ کی قول شیخ عبدالحق کا ہی جو مدارج النبوۃ
سی نقل کیا گیا ہی وعادت نبود کہ برای میت جمع شوند وقرآن خوانند وختمات
خوانند نہ بر سر گور ونہ غیر آن واین مجموع بدعت است نعم تعزیت اہل میت و
تسلیہ وصبر فرمودن ایشان را سنت ومستحب است اما این اجتماع مخصوص روز
سیوم وارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بی وصیت از حق یتامی بدعت است
وحرام است انتہی بعد تامل کے اس کلام مین یہہ معلوم ہوتا ہی کہ مقصود شیخ علیہ الرحمہ
امتناع اوس اجتماع کا ہی جو خصوصیت روز سیوم کی ساتھہ رکھتا ہو از روی
اعتقاد کی اس معنی سی کہ اگر روز سیوم مین ثواب قران روح میت کو بخشا جای
تو پہنچتا ہی یا درست ہی ورنہ اور دن نہین پہونچتا ہی یا کم پہونچتا ہی یا نا درست ہے
یا اوسمین کچہہ نقصان ہی اور بعض جگہہ خصوصیت عملی سی خصوصیت اعتقادی مراد
بہی ہوتی ہی جیسی فقہا نماز مین تعین سورت کو منع کرتی ہین سو شراح واہل
فتاوی نی اسکی تصریح کردی ہی کہ اس خصوصیت سی خصوصیت عملی مراد نہین
ہی بلکہ خصوصیت اعتقادی مراد ہی اس اعتبار سی کہ یہہ اعتقاد کیا جاوی کہ اوسکو کچہہ
صحت یا فضلیت نماز مین دخل ہے قرینہ اس کلام کا ہماری جو استنباط کیا گیا ہی
شیخ کی کلام سی یہہ ہی کہ نفس قران پڑہنا شیخ علیہ الرحمہ کی نزدیک برا نہین ہے
نہ اوسکا ثواب میت کو پہونچانا نہ جمع ہونا قراءت قران پر اسواسطہ کہ جمع ہونی کی
امتناع پر کوئی نص اور حکم وارد نہین ہوا چنانچہ اسکو وہ بہی منع نکرینگے کہ دو یا تین
یا زیادہ اشخاص ایک جگہہ بیٹہی ہون اور بلا جہر قران پڑہنی لگین البتہ جہرا ہر شخص کا

یاد و مین شخص کا پڑھنا اچھا نہین چنانچہ قران مین مذکور ہی اذا قری القران فاستمعوا
وانصتوا پس خصوصیت روز سیوم کی اس معنی سی کہ اوسکو اپنے ذمہ پر لازم
اور ضروری کر لیا جائی ممنوع اور منہی عنہ ہی یا یہہ غرض ہی شیخ علیہ الرحمہ کی کہ
اجماع روز سیوم کا اور ارتکاب تکلفات دیگر و صرف اموال یتامی بی وصیت
کی سبب بحسب عادت اکثر عمل مین آتی ہین مجموعہ انکا جو روز سیوم مین واقع ہوتا ہے
ممنوع اور حرام ہی اور قرینہ اسکا یہہ ہی کہ وہ امر عادی کو منع کرتی ہین جو اکثر
رائج ہی اور وہ اکثر اسے طریق پر ہوتا ہی کہ تکلفات کثیر اور صرف حق یتیم بی وصیت
عمل مین آتا ہی بجہت ادا تعزیت مسائل کے اور مینی جو سیوم دیکھی تو اوسمین کسی
جگہہ نقد و عطا دراہم بطور اجرت حافظ یا قراان کو نہین دیکھا ہان البتہ بعض
بلاد کا حال اسطور کا مسموع ہوا سو یہہ امر عارضی ہی نفس سیوم سی خارج ہے
اور قول اسکے امتناع کا دلیل مطلق امتناع سیوم وغیرہ کی نہین ہو سکتا جیسا کہ
ظاہر ہی مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ ایصال ثواب و فاتحہ و صدقات و تلاوت
قران و انتفاع از اولیا و صلحا و مومنین کی باب مین ذیل آیت ثم اماتہ فاقبرہ مین
فرماتی ہین و دفن کردن چون اجزاء بدن تمامہا یکجا میباشد علاقہ روح با بدن
از راہ نظر و عنایت بحال میماند و توجہ روح بزائرین و مشتاقین و مستفیدین
بسہولت میشود کہ بسبب تعین مکان بدن گویا مکان روح ہم متعین ست
و آنچہ این عالم از صدقات و فاتحہا و تلاوت قران چون دران بقعہ کہ مدفن
بدن اوست واقع شود بسہولت نافع میشود پس سوختن باتش گویا روح را
بی مکان کردن ست و دفن گویا مسکنی برای روح ساختن ست و بنا برین ست
کہ از اولیا مدفونین و دیگر صلحا مومنین انتفاع و استفادہ جاری ست و انہارا
افادہ و اعانت نیز متصور پس اس سی صاف ظاہر ہی کہ فاتحہ و صدقات و تلاوت

قران امور مستحسنه و نافعه للمیت سے ہین اور اولیای مدفونین و صلحای مومنین سے
بہی استفاده و انتفاع جاری ہی پس امر مباح و جائز ہی اور ان سے بہی اعانت
و امداد و افاده مقصود ہے پس توقع نفع کی اولیا سے بواسطه فاتحه و دیگر ایصال ثواب
امر جائز و درست ہی و القمر اذا اتسق کی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین و اینحالت حالت
انکشاف جزای برخی از نیکیها و بدیهاست مدد زندگان بمردگان درینحالت زودتر
میرسد و مردگان منتظر لحوق مدد ازینطرف میباشند چنان گمان میبرند که هنوز زنده
ایم لهذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است که مرد مسلمان در انجا میگوید
دعونی اصل یعنے بگذارید مرا تا نماز خوانم و نیز وارد است که مرده دران حالت مانند
غریق است که انتظار فریادرسی می برد و صدقات و ادعیه و فاتحه درین وقت بسیار
بکار او می آید و ازین است که طوائف بنی آدم تا یکسال و علی الخصوص تا یک چله بعد
موت درین نوع امداد کوشش تمام مینمایند و روح مرده نیز در قرب بموت در خواب
و عالم مثال ملاقات زندگان میکنند و مافی الضمیر خود را اظهار مینماید و دوم حالتی است
که بعد از انقطاع تعلق بالکلیه رو می دهد و استغراق عظیم در سایر کیفیات مکسوبه خود
از نیکی و بدی او را حاصل میگردد و قوی مدرکه و متصرفه او ازین عالم گسسته شده
بان طرف متوجه میگردند و حس و حرکت معنوی ازینجانب مطلقا بیکار میشود
و این حالت مثل تاریکی است که بعد از زوال شفق هجوم میکند مردم را رخوت
و تعطل حواس و حرکات لاحق میکند و از مالوفات و مکسوبات روز مطلقا غافل میشوند
آری آن مالوفات و مکسوبات از ظاهر بدن انتقال کرده در باطن بدن جمع میشوند
و روح آنرا در صورتهای رنگارنگ مطالعه می نماید و متلذذ و متالم میگردد
و این حالت عوام مردگان است و بعضی از خواص اولیاء الله را که آله جارحه تکمیل
و ارشاد بنی نوع خود گردانیده اند درینحالت هم تصرف در دنیا داده و استغراق

انہا بجہت کمال وسعت مدارک انہا مانع توجہ باین سمت می گرددو اویسیان تحصیل
کمالات باطنی از انہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا
میطلبند و می یابند و زبان حال انہا دران وقت مترنم باین مقالہ است **فرد**
من ایم بجان گر تو آئی بہ تن ❊ پس اس سی یہہ امور معلوم ہوئی اول یہہ کہ ایک
برس تک خصوصا چالیس روز تک امداد موتی مناسب ہی اوران روز دنکو یہہ نسبت
اور روز و نکی ایک خصوصیت ہی بجہت قرب موت کی اور اس نظر سی کہ روح
منتظر و متوقع رہتی ہے صدقہ و ادعیہ و فاتحہ وغیرہا کی دوسری یہہ کہ فاتحہ و
صدقات وغیرہا سو قت انتظار مین بہت کام آتے ہین پس درست و مباح ٹہری
تیسری یہہ کہ ارواح اولیا اس عالم مین باوجود انتقال و وفات کی متصرف
در دنیا رہتی ہین چوتہی یہہ کہ حاجت والی لوگ اونسی اپنا مطلب و مقصد طلب
کرتی ہین اور پاتی ہین اور مولانا قدس سرہ تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتی ہین و
معنی امامت کہ در اولاد حضرت امیر باقی ماند و یکی مر دیگری را وصی آن میساخت
ہمین قطبیت ارشاد و منبعیت فیض ولایت بود لہذا این کار بر کافہ خلائق از
ائمہ اظہار مردی نشدہ بلکہ یاران چیدہ و مصاحبان خود را بان فیض خاص
مشرف میساختند و ہر یکی را بقدر استعداد او باین دولت می نواختند این فرقہ
بی فہم انہمہ اشارات بر ریاست عامہ و استحقاق تصرف در امور ملک و مال فرود
آوردہ در ورطہ ضلالت افتادہ اند و نیز ازین ہست کہ حضرت امیر و ذریہ طاہرہ
اورا تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشان
وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشان رایج
و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمین معاملہ است و نام شیخین را درین
مقدمات کسی بر زبان نمی آرد و فاتحہ و درود و نذر و منت و عرس و مجلس کسے

۱۴

شریک نمیکنند پس اگر یہہ فعل فاتحہ و صدقات محض بی اصل اور امردود
ہوتا تو کسطرح قابل اسکی تہا کہ اسکی ساتھہ استناد و تمسک پکڑا جاوی تو
معلوم ہوا کہ یہہ معمول رایج جائز بلکہ مستحسن ہے اور جناب موصوف لقصب
ہژدہم مین اوس کتاب کی تحریر فرماتی ہین گویند اہل سنت بدتر انداز یہود
و نصاری ذکرہ ابن المعلم وغیرہ سبحان اللہ ایمان ایشان بخدا و رسول
و ملائکہ و قران و جمیع کتب الہیہ و روز آخرت و محبت ایشان با رسول خدا
رسول و جمیع عبادت ایشان از بدنیات و مالیات و فاتحہ و درودی کہ
بنام این بزرگواران می کنند ہمہ برباد رفت و مردود شد پس سی صاف
ظاہر ہی کہ فاتحہ وغیرہا قابل بربادی اور مردودی کی نہین ہی بلکہ فاعل
اسکا لائق ماجور و مثوب ہونیکی ہی بلکہ یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ از قسم
عبادات سی ہی چنانچہ ناظر عبارت پر پوشیدہ نہین ہی اور دقائق الاخبار مین

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتی ہین قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الروح
من بنی آدم فاذا مضی ثلثہ ایام یقول الروح یا رب ائذن لی حتی امشی و
انظر الی جسدی الذی کنت فیہ فیاذن اللہ تعالی بکرمہ ولطفہ فیجئ الی قبرہ
وینظر من بعید قد سال الماء من جسدہ ومنخریہ ومن فمہ فیبکی بکاءً طویلا اور
قدری اسکی آگی فرماتی ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات المومن
دارت روحہ حول دارہ شہرا ینظر الی ما خلفہ من مالہ وکیف یقسم مالہ وکیف تؤدی
دیونہ فاذا تم شہر ینظر الی جسدہ وتدور حول قبرہ سنۃ وینظر من یدعو لہ ومن
یحزن علیہ اس سی بہی معلوم ہوتا ہی کہ ایام قریبہ موت کو ایصال کی ثواب کے
ساتھہ ایک خصوصیت ہی کہ روح اسوقت مین منتظر ہوتی ہی اور اوس
شخص کو دیکھتی ہے جو اوسکی لئی دعائی نیک کرتا ہے اور وہ جو اوسپر غم

وخزان کرتا ہی پس ظاہر ہی کہ اوسوقت کی ایصال ثواب سی اوسکو نہایت
خوشی حاصل ہوگی اور سیوم کو ایک یہہ بھی خصوصیت ہی کہ یہی منتہی اور غایت
تعزیت میت کی ہی چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ترجمہ مشکوۃ
مین فرماتی ہین و مکروہ ست تجدید مصائب زیادہ بر سہ روز بر سر مقابر و مستحب است
تعزیت پیش از دفن و بعد از وی تا سہ روز اسوقت سی پر اکتفا کیا گیا اور
تفصیل اور تحقیق ان امور کی بہت کتب مصنفہ اہل سنت مین مذکور ہے
قدری سہ مقام پر لکھا گیا اور **جواب** دوسری سوال کا یہی اگر اس عبارت کو
ہماری دیکھا جاوی تو ادنی التفات سی ظاہر بلکہ اظہر ہے اسواسطہ کہ جب مطلق
فاتحہ درست اور امر جائز ہوئی تو فاتحہ خاص حضرت غوث ثقلین رضی اللہ عنہ
کی بہی اگر مشوب و مخلوق کسی برائی اور نقصان کی نہین ہی امر مباح ہوئی
البتہ تعین گیارہوین تاریخ کا اگر اعتقاد معتقدین مباح سمجھا گیا ہی تو کچھہ قباحت
نہین ہی اور اگر واجب یا فرض یا سنت قرار دیا گیا ہی تو البتہ نادرستی سے
خالی نہین باقی رہا یہہ امر کہ اسکو ایصال سی کچھہ خصوصیت بہی ہی تو اگر
یہہ امر ماہ ربیع الآخر مین عمل مین آوی تو اوسوقت مین ظاہرا یہہ خصوصیت
تو معلوم ہوتی ہی ہی کہ باعتبار دورات قمری کی جسپر مدار و مناط اکثر عبادات
مقصودہ مثل صیام و حج و نماز عیدین وغیرہ کا ہی یہہ ماہ ربیع الآخر اوس ماہ
وفات جناب غوث ثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھہ مماثلت و مشابہت رکھتا ہی
اور اسی نظر سی اسکو مذکر انتقال اوس جناب کا کہہ سکتے ہین اور غالب الامر یہہ ہے
کہ قرارت کا فرون مع الجمیع اس طریق پر مکروہ ہی کہ عامل اوسکو اپنے
نزدیک واجب یا فرض سمجھی اور اسکی نہ پڑہنی سی کچھہ گناہ تصور کری چنانچہ
اکثر کتب فقہیہ میں مرادیہا لی ہی مستخلص ہین ہی ولم یتعین شیء من القرآن

٢٣

للصلوة ای لیس فی شی من الصلوة قراءة سورة بعینہا بحیث یتعین لایجوز
غیرہا فیہا او یکرہ غیرہا لاطلاق قولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القران ولان فیہ
ہجران الباقی وایہام التفضیل بلا دلیل وذلک مکروہ اما اذا اعتقد الجواز لغیرہا
وانما قرأہا لانہا ایسر علیہ فلا یکرہ کذا فی الہدایۃ والکفایۃ اور جامع الرموز مین ہی
ذکرہ لتعیین سورۃ ای الملازمۃ علی قراءۃ سورۃ معینۃ سوی الفاتحۃ للصلوۃ فرضا
او غیرہ فلا باس بہ فی بعض الاوقات وقیل ہذا اذا لم یجوز غیرہا فلو قرء للسنۃ
او الیسر فلا باس بہ اور قراءت فاتحہ بعد نماز فرض جہات کی واسطی اسطریق پر
مکروہ ہی کہ اس خصوصیت کو شرط اثر اعتقاد کری ورنہ خصوصیت مطلقہ سے
بچنا معتذر ہی باہر ہے قال اللہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور اگر قراءت
فاتحہ بہیئت خاصہ خلاف قیاس مکروہ ہی تو اول تو ظاہرا قول فقیہ خلاف
قیاس بلا ثبوت اجماع لائق تسلیم نہین معلوم ہوتا اور غالبا کتاب وسنت کی
نص اور اجماع اس کراہت پر معلوم نہین ومن ادعی فعلیہ البیان دوسری
درصورت خلاف قیاس ہونی کی اپنی مورد سی تجاوز نکریگی فان ما یخالف القیاس
یقتصر علی موردہ اور جب کراہت نی اپنی مورد سی تجاوز نکیا تو اس پر قیاس کرکے
اور خصوصیات کا امتناع ثابت نہوگا اور اگر ان اقوال کی معنی اسطریق پر نکی
جاوین تو ظاہر ہی کہ مطلق نیا پایا جانا زمانہ صحابہ اور تابعین مین موجب
کراہت کا نہین ہوسکتا جیسا کہ پہلی محقق ہوا بلکہ اگر اس دلیل کو مطلق کہا
جاوی تو موجب اوسکی کراہت بہی ہی جو زمانہ تبع تابعین مین نکالی گئی ہو
حالانکہ وہ ازمنہ مشہود لہا بالخیر مین پائی گئی ہو واذا صلح قیدا مقدرا صلح
الف قیود لاکن مع قرینۃ صارفۃ اور فتاوی عالمگیری جسکا حوالہ مولوی محمد اسحاق
صاحب درباب کراہت قرات کافرون مع الجمع لکہتی ہین مذکور ہی ویکرہ ان

یوقت شیٔا من القرآن لشی من الصلوٰة قال الطحاوی والاسبیجابی ہذا اذا ارادہ حتما
احیا بحیث لا یجوز غیرہ او رای قراءۃ غیرہ مکروہتہ واما اذا قرء لا جل الیسر علیہ او تبرکا
بقراءتہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا کراہتہ فی ذلک ولاکن یشترط ان یقرء غیرہ احیانا لئلا یظن
الجاہل ان غیرہ لا یجوز ہکذا فی التبیین اور یہہ اشتراط احیانی بہی ایک عارضہ خارجی کی سبب سی
خاص اوس شخص کی واسطی ہی جسکی تعیین سی جاہل کو یقین لزوم کا گمان پڑی
اور ثواب کا پہونچنا میت کو کتب عقائد سی ثابت ہی چنانچہ شرح عقائد میں ہی وفی
دعاء الاحیاء للاموات وصدقتہم ای صدقہ الاحیاء عنہم ای عن الاموات نفع لہم ای
للاموات خلافا للمعتزلۃ اور یہہ گیارہوین حضرت غوث اعظم کی اکثر عوام عمل مین نہیں
لاتی ہین اور جو خاص لوگ عمل مین لاتی ہین او لکا مقصود اونکی پرستش اور
عبادت نہین ہوتی ہی اور نہ طلب کسی شی کی اس طریق پر کہ اونکو مستقل فی
الاعطا سمجہین مقصود اونکا اکثر یہہ ہوا کرتا ہی کہ اگر انکی واسطی سی اونکو ثواب
پہونچایا جائیگا تو یہہ سبب رضا اور رحمت اور عطوفت خدا تعالی اور خوشی
اور توجہ اور امداد روح مبارک کا اونکی ہوگا اور یہہ عبادت اونکی نہین ہی تا کہ
شرک قرار دیا جاوی چنانچہ مولوی محمد اسحاق صاحب مائۃ مسائل مین لکہتی
ہین سوال خوردن طعام عرس انبیا و اولیا و شہدا و صلحا اغنیا را ہم جائز است
یا نہ اگر بخورند کدام گناہ لازم آید جواب طعام اعراس مذکورین چند حالت دارد
اگر بطریق نذر و تصرف ایشان بپزند پس آن طعام کردن ہم حرام و خوردن آن
حرام چنانکہ از روایات سابقہ معلوم شد کہ نذر بغیر اللہ درست نیست و اگر نذر
خدا کنند و ثواب آن بار واح ایشان میرسانند پس فقیر را خوردن درست و
اغنیا و بنی ہاشم را خوردن درست نیست این ہم از روایات سابقہ معلوم شد
اور زیادت تکبیر صرف فرض مین ناجائز ہی نفل مین یہہ حکم نہین ہی چنانچہ

علامہ شمس الدین شارح خلاصہ کیدانی اسمقام پر لکھتی ہین و فوا فی الفرض واما فی النفل
فیزاد پس اگر صرف نہ منقول ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ سی موجب حرمت
یا کراہت کا ہوتا تو نفل مین بہی مکروہ یا حرام ہوتا پس ظاہر یہہ معلوم ہوتا ہی
کہ بلحاظ زیادت اعتنا و اہتمام و تاکید فرائض کی یہہ حکم جاری کیا گیا ہی یا کوئی اور
باعث سوائی عدم نقل از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کی ہوگا اور مظنون یہہ ہی
کہ شعبی فی اسوسطہ حکم افساد نماز کا بعد شروع الکیوین رکعت کی امام اور قوم پر
کیا ہوگا کہ یہہ زیادت بظاہر امور مسنونہ مین داخل کی گئی اور تراویح مین مشمول
اور متضمن سمجھی گئی اور تراویح بیس رکعتونمین محصور ہین کسیکو یہہ اختیار نہین ہی
سنت مین کمی یا زیادت کردی ورنہ نفل پڑہنی تو کسی کی نزدیک ممنوع اور منہی
عنہ نہین ہین یا اس لحاظ سی امتناع کیا گیا کہ اکثر تراویح مین چار سی زیادہ بحضور
ہوتی ہین اور علانیہ وسط مسجد مین پڑہی جاتی ہین اور تداعی بہی کبہی ہوتی ہی
۴۶
اور جماعت تطوع کی اس نہج پر مکروہ ہی فتاوی عالمگیری مین ہی التطوع
بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ وفی الاصل للصدر الشہید اما اذا صلوا
الجماعۃ بغیر اذان واقامۃ فی ناحیۃ المسجد لا یکرہ وقال شمس الائمۃ الحلوانی ان
کان سوی الامام ثلثۃ لا یکرہ بالاتفاق وفی الاربع اختلف المشائخ والاصح انہ یکرہ
ہکذا فی الخلاصۃ اور فتاوی مذکورہ مین ہی وعن ابی بکر الاسکاف انہ سئل عن
رجل قام الی الثالثۃ فی التراویح ولم یقعد فی الثانیۃ قدر التشہد فی الثانیۃ قال
ان تذکر فی القیام ینبغی ان یعود ویقعد ویسلم وان تذکر بعد ما سجد للثالثۃ فان
اضاف الیہا رکعۃ اخری کانت ہذہ الاربعۃ عن تسلیمۃ واحدۃ فان قعد فی الثانیۃ
قدر التشہد اختلفوا فیہ فعلی قول العامۃ یجوز عن تسلیمتین وہو الصحیح ہکذا فی فتاوی
قاضیخان اور فتاوی مذکورہ مین ہی ولو صلی ست رکعات او ثمانی او عشر رکعات

بتسلیمة واحدة وقعد فی کل رکعتین فعلی قول العامة یجوز کل رکعتین عن تسلیمة
واحدة وهو الصحیح هکذا فی فتاوی قاضیخان ولو صلی التراویح کلها بتسلیمة واحدة
ان قعد فی کل رکعتین یجوز عن الکل اور جامع الرموز مین هی ای اربع رکعات بتسلیمتین
ویجوز بسلام واحد علی الصحیح وقال بعض المتقدمین انه لا یجوز الا عن تسلیمة فلو صلی
کلها بسلام واحد جاز عن عشر تسلیمات علی الصحیح اور منیة المصلی مین هی ولو صلی
التراویح کلها بتسلیمة واحدة وقد قعد علی رأس کل رکعتین جاز ولا یکره اور ان
کتب مین سی کسی مین قید جماعت وعدم جماعت کی نہین ہی مطلق جواز چار چار
رکعتونکی ساتھہ تراویح کا اور زیادہ کا چار سی ایک سلام کی ساتھہ معلوم ہوتا ہے
اور ہماری جواب اول سی تیسری سوال کا جواب بہی اضح ہوگیا اسواسطہ کہ
فاتحہ حضرت حسنین علیہما السلام کی شربت پر جبکہ مطلق فاتحہ درست ہوئی
کیون نہ درست ہوگی اسلئی کہ جو احکام مطلق کی واسطی بلا ملحوظیت قید اطلاق
ثابت ہوتی ہین اوسکی جمیع افراد مین سرایت کرتی ہین مولوی محمد اسحاق صاحب
مائتہ مسائل مین لکھتی ہین دوم آنکہ ثواب اعمال بدنی باشد یا مالی ہر دو باموات
میرسد این مذہب امام اعظم و احمد و جمہور ست اور قدری آگی لکھتی ہین لیکن
قوی و مفتی بہ مذہب حنفیہ ہمین ست کہ ثواب ہر دو اعمال بدنی باشد یا مالی
باموات میرسد چنانچہ در ہدایہ و فتاوی عالمگیری و بحر الرائق و نہر الفائق و زیلعی
و عینی و دیگر کتب معتبرہ ایشان مرقوم ست و مسطور و عبارة الزیلعی ہکذا الاصل
فی ہذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اہل السنة والجماعة
صلوة کان او صوما او حجا او صدقة او قراءة القران والاذکار الی غیر ذلک من
جمیع انواع البر ویصل ذلک الی المیت وینفعہ پس ثواب فاتحہ کا کہ عمل بدنی ہے
اور شربت کا کہ عمل مالی ہی دو نو حضرت امامین علیہما السلام کی روح کو پہونچیگا

اور سبیل لگانی اونکی نام پر اگر اوسکا یہی مطلب ہی کہ ثواب اس عمل کا اونکی ارواح
مبارکین کو پہونچی مستحسن اور خوب ہی اور اگر اور کچھہ مقصود ہوتا ہی تو اوسکی موافق
حکم نافذ ہوگا اور سوال مین جو قید بقید ماہ محرم الحرام کی ہی اگر اوسکی یہہ معنی ہین
کہ فاتحہ دینا اور سبیل لگانی باعتبار وصول ثواب و استحسان فعل وجوبا یا فرضا
مقید ہی اس ماہ محرم کی ساتھہ تو البتہ غلط فہمی اور کجراہی ہی اور بلا اعتقاد فرضیت
و وجوب اسپر التزام کیا ہی تو کچھہ مضایقہ نہین ہے اور درباب کثرت ثواب اسقاء
یوم عاشورا حضرت غوث الثقلین فی غنیۃ الطالبین مین جسکا حوالہ مولوی محمد اسحاق
صاحب و مولوی امیر احمد صاحب بہی دیتی ہین ارشاد کیا ہی ومن سقی شربۃ من
ماء یوم عاشورا فکانما لم یعص اللہ تعالی طرفۃ عین یعنی جو شخص ایک گہونٹ پانی کا
پلا دی عاشوری کی دن بس گویا کہ کبہی اوسنی گناہ نہین کیا خدا کا ایک پلک
بہر بہی اور درباب ثواب صدقہ روز عاشورا کی فرماتی ہین ومن صدق فیہ ادرک
ادرک ما فاتہ من صدقۃ السنۃ یعنی جو شخص اس روز صدقہ دی جتنا صدقہ
ایک سال مین فوت ہوا گویا اوسکو پالیا اس کلام سی صاف و ضح و لائح ہے
کہ اس روز عاشورا کو نہایت خصوصیت ہی حصول ثواب کی باب مین بس ثواب
مالی و بدنی اون جناب کی روح کو پہونچانا نہایت مستحسن و مستحب ہی اور یہہ امر
تو علانیہ ہم بہی کہتی ہین کہ اتباع سنت ضرور ہی اور بدعت کا نکالنا اچہا ہی نہین
بلکہ برا ہی اور بقول مولوی بشیر الدین کی المطلق اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل
بدعت سی جو غنیۃ الطالبین مین واقع ہوئی ہی بدعت سیئہ مراد ہونی چاہیی
اور یہہ قول حضرت غوث اعظم کا لو جاز ان یتخذ ہذا الیوم مصیبۃ لاتخذتہ الصحابۃ
والتابعون رضی اللہ تعالی عنہم لانہم اقرب الیہ منا وخص بہ اس مضمون کا مشعر ہی
کہ یہہ روز باعتبار شرع روز مصیبت کہنین ہی ورنہ اصحابہ و تابعین یوم مصیبت

مصیبت اسکو قرار دیتی ورنہ غم اور بکا مصیبت حسنین علیہما السلام پر احادیث معتبرہ
مین وارد ہوا ہی کسی روز غم اور بکا کری ثواب حاصل ہوگا اور احادیث بکا و غم
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مولوی شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ فی سر الشہادتین تحریر
زیب رقم فرمائی ہین من شاء فلیرجع الیہ اور اسکی ہم بہی قائل کہ جو شی شریعت سے
ثابت ہو اور زمانہ صحابہ اور تابعین مین نپائی جاوی اوسکو شریعت مین اصل
سمجہنا برا ہی اور کتب معتمد علیہا سی بہی اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ ثابت ہوئی
آثار مصیبت کی روز عاشورہ مین ورنہ غم قلبی اور رنج دلی کا معلوم ہونا اور مثبت ہونا
دشوار ہی اور اسمین بہی شک نہین ہی کہ یہہ روز عاشورا تذکر مصائب وشہادت
حضرات امامین سعیدین شہیدین علیہما السلام کا ہی تبہی اسکو غم ورنج کی ساتہہ
بنسبت اور ایام کی مناسبت ہی اور واجب نہین ہی کہ غم اور رنج کیا جاوی غنیۃ
الطالبین مین فرماتی ہین واخبرنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن ابی سامۃ عن
جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی عنہ قال ہبط علی قبر الحسین بن علی رضی اللہ تعالی
عنہما یوم اصیب سبعون الف ملک یبکون علیہ الی یوم القیامۃ اور ایک مقام پر
فرماتی ہین مروی عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہا انہا قالت کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی منزلی اذا دخل علیہ الحسین رضی اللہ تعالی عنہ فتطلعت
علیہما من الباب واذا الحسین رضی اللہ تعالی عنہ علی صدر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یلعب وفی یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطعۃ من طین ودموعہ تجری فلما
خرج الحسین رضی اللہ تعالی عنہ فقلت بابی انت وامی یا رسول اللہ طالعت علیک
وفی یدک طینۃ وانت تبکی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لی لما فرحت بہ وہو
علی صدری یلعب اتانی جبرئیل علیہ السلام وناولنی الطینۃ التی یقتل علیہا فلذلک
بکیت اور **جواب** چوتہی سوال کا یہہ ہی کہ عرس اولیا اور انبیا کا بالالتزام [illegible]

اسواسطے کہ اسمین اجتماع مردم و دعا للاموات و قرارت قران والیصال ثواب
و فاتحہ و تقسیم طعام یا چیزی از قسم شیرینی ہوتا ہی اور یہہ امور ممنوعہ اور منہی
عنہا نہین ہین بلکہ اسمین میت کی واسطے بہت منافع اور فوائد ہین اور جہال کا قبور
اولیا و شہدا پر سجدہ کرنا اور گرد پہرنا اور چراغ جلانا اور اونپر مساجد بنانا اور
اجتماع مثل عید کا نفس عرس کو حرام اور مکروہ نہین کرتا اور اونکی ان امور کا
عرس نام کرلینی سی عرس خواص و صلحا ممنوع اور بد نہین ہوسکتا اور اگر
عرس مع زیارت قبر کی ہو تو البتہ نہایت مستحب ہی شیخ عبد الحق ترجمہ مشکوۃ مین
تسطیر کرتے ہین زیارت قبور مستحب ست باتفاق زیراکہ سبب رقت قلب و تذکر
موت و بوسیدگی استخوان و فنای دنیاست و جز آن از فوائد عمدہ در ان
دعا مر اموات و استغفار برای ایشان ست و باین وارد شدہ ست سنت و
بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بہ بقیع میرفت و سلام میداد بر اہل آن و استغفار
میکرد برای ایشان اور استمداد موتی کی باب مین شیخ علیہ الرحمہ نی تفصیل
تمام تقریر کی ہی اور جوازکا بیان کیا ہی باقی رہی زیارت عورتو نکی واسطی پس
یہہ امر مختلف فیہ ہی مذہب راجح جواز ہی شیخ عبد الحق لکہتی ہین بدانکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در ابتدا ہی حال منع کردہ بود از زیارت قبور مردان و زنان را پس
ازان رخصت کرد و فرمود نہی میکردم شما را از زیارت قبور اکنون زیارت بکنید اور
فتاوی عالمگیری مین ہی لا باس بزیارۃ القبور و ہو قول ابی حنیفۃ رح و ظاہر
قول محمد یقتضی الجواز للنساء ایضا لانہ لم یخص الرجال و فی الاشربۃ و اختلف المشائخ
فی زیارۃ القبور للنساء قال شمس الائمۃ السرخسی رح الاصح انہ لا باس بہا اور چراغونکا
جلانا البتہ برا ہی مگر شیخ عبد الحق قید قصد تعظیم کی لگاتی ہین اور لکہتی ہین و المتخذین
علیہا المساجد و السرج کی نیچی و لعنت کردہ ست کسانی را کہ میگیرند چراغہا را

بر قبور بقصد تعظیم و نزد بعضی حرام است اگرچه بقصد تعظیم باشد از جهت
اسراف و تضییع مال اور مولوی عبد الحکیم پنجابی نے جو مولانا شاه عبد العزیز صاحب
قدس سره پر طعن کئی تهی اوسکی جواب مین مولانا قدس سره فرماتی هین قوله
عرس بزرگان خود را الخ این طعن مبنی است بر جهل باحوال مطعون علیه زیرا که
غیر از فرائض شرعیه مقرره را هیچکس فرض نمیداند آری زیارت و تبرک بقبور
صالحین و امداد ایشان باهداء ثواب و تلاوت قران و دعای خیر و تقسیم طعام
و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما و تعیین روز عرس برای آنست که
آن روز مذکر انتقال ایشان میباشد از دار العمل بدار الثواب والا هر روز که این
عمل واقع شود موجب فلاح و نجات و خلف را لازم است که سلف خود را باین
نوع بر و احسان نماید چنانچه در احادیث مذکور است که ولد صالح یدعو له و تلاوت
۳۱ قران و اهدای ثواب را عبادت قرار دادن مبنی بر کمال بلادت و فرط
جهل است آری اگر کسی سجده و طواف و دعا نحو فلان افعل کذا بعمل آرد البته
مشابهت بعبدة الاوثان کرده باشد و چون چنین نیست پس چرا محل طعن
باشد و در در منثور سیوطی مرقوم است و اخرج ابن المنذر و ابن مردویه عن انس
رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یاتی احدا کل عام فاذا تفوه
الشعب سلم علی قبور شهدا و فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار واخرج
ابن جریر عن محمد بن ابراهیم قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یاتی قبور الشهدا
علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار و ابو بکر و عمر
و عثمان انتهی و فی التفسیر الکبیر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه کان یاتی
قبور شهدا راس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار و
الخلفاء الاربعة هکذا یفعلون انتهی اس معنی سی تو اباحت کیا بلکه استحباب ان

عرس کا صاف واضح ولائح ہی اور عبارت تحفۂ اثنا عشریہ سی جو سابقا نقل
کئی گئی اشارہ اسکی اباحت کا بلکہ بہتری نکلتی ہی اور جواب **سوال پنجم** کا یہہ ہی
کہ مجلس مولد شریف امر بہتر و مستحسن ہے در ہیئت کذائیہ مروجہ واجب اور فرض
نہین سمجھی جاتی چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز فرماتی ہین کہ غیر از فرائض شرعیہ
مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند اور کوئی ہیئت خاصہ ملتزم بہی نہین ہی کبھی
چوکی اور تخت قاری کی واسطی بچھاتی ہین اور کبھی نہین اور کبھی فرش بچھایا
جاتا ہی اور کبھی نہین چنانچہ یہہ اختلاف و تبدل خود میری معائنہ مین آیا ہے
اور اگر ملتزم بہی ہوتی علی انہ اعتقاد اب بہی کچھہ نقصان و حرج نہین بہتا
اور شیرینی وقت ختم آیت کی البتہ سامنی رکھی جاتی ہی وقت قرات روایات
ولادت و معجزات آنحضرت کی تو کہین دیکھی نہین گئی اگر ہو تو ایک امر جائز
و مباح ہی اور مجلس مولد کی نسبت مولوی محمد اسحاق صاحب بہی صراحۃ
حکم امتناع یا کراہت کا نہین کرتی بلکہ کچھہ شائبہ اباحت کا ہی انکی کلام سے
نکلتا ہے چنانچہ تحریر کرتی ہین مائۃ مین و قیاس عرس بر مولد شریف غیر صحیح است
زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر است و آن موجب فرحت و سرور است و
در شرع اجتماع برای فرحت و سرور کہ خالی از بدعات و منکرات باشد آمدہ
و برای حزن و سرور ثابت نشدہ و فی الواقع فرحت مثل ولادت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در دیگر امر نیست پس امر دیگر برین قیاس صحیح نخواہد شد و
معہذا در مولد ہم اختلاف است اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب کی کلام سے
جو تحفہ مین مذکور ہی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ امثال متجددہ کو بعینہا ایک چیز جاننا
اور روز تولد و وفات نبی کو اس وجہ سی عید قرار دینا سنجاسی اور یہہ معنی
مولد مبحوث عنہ مین نہین ہین اگرچہ خوشی و خورسندی انکی ولادت کی سبب رحمت

عالمین کی ہی ہر روز اہی اور خوب ہی اور اس روز کو ہی جو روز ولادت ہی ساتھہ مناسبت
رکھتا ہی ایک مناسبت ہی ہان یہہ نہ سمجھنا چاہی کہ بعینہ وہی روز ہی اور تخصیص روز کے
اگرچہ منصب شارع کا ہی مگر وہ تخصیص جو صرف عمل مین باعتقاد اباحت و جواز کی واقع ہو
عباد کو مفوض کی گئی ہی منصب شارع کا تخصیص واجب و فرض و سنت ہی اور اہین
بیان کرنا احوال ولادت و معجزات و معراج کا ہوتا ہی سو سلف ہی یہہ روایات
بطریق اظہار بیان کیا کرتے ہتی اور لوگو نکو تنبیہات انکی ساتھہ اور نصائح اور مواعظ
اخلاق آنحضرت کی ساتھہ کیا کرتی ہتی اور اگر فرض کیا جاوی کہ نہ کیا کرتے ہتے
تو بہت ایسی چیزین ہین کہ وہ مخترعات متاخرین ہین اور قیام تعظیمی کتب معتبرہ
سی مباح اور جائز معلوم ہوتا ہی چنانچہ احیاء العلوم کی عبارت سی جو سابق مین
مذکور ہوئی صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہہ امر جائز ہی اور دقائق الاخبار مین ہی ہے
عن عائشة رضی اللہ تعالی عنہا قالت کنت قاعدة متربعة فی البیت فاذا دخل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاردت ان اقوم لہ کما کان لی عادة عند دخولہ فقال اسکنی مکانک ام المومنین
الخ پس اونہا حضرت عائشہ رض کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطی تعظیم کی لئی
تہا اور یہی اونکی عادت مقرر ہتی اور سوا اسکی اور احادیث سی معلوم ہوتا ہی
کہ حضرت فاطمہ ہی آنحضرت کی واسطی کہڑی ہوتی ہتین اور استقبال کرتی ہتین اور
ایسی ہی آنحضرت ہی حضرت سیدة النسا کی واسطی کہڑی ہوتی ہتی اور استقبال
کرتی ہتی صحیح ترمذی مین ہی قالت وکانت اذا دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قام الیہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل علیہا
قامت من مجلسہا فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا پس عجب قیام تعظیمی مباح ہو اور تعظیم
نام کی واسطی ہی اگر قیام کیا جاوی تو کیا مضائقہ ہی یہان اس قدر قلیل برائے
نظر اختصار اکتفا کیا جاتا ہی اگر کسیکو تفصیل و تحقیق منظور ہو تو تصحیح المسائل وغیرہ

۳۳

رسائل جناب مولوی محمد فضل الرسول صاحب اور فتوی جناب مولوی محمد یوسف صاحب
وجناب مولوی عبد الحکیم صاحب وجناب مولوی علی محمد صاحب وجناب مولوی نعیم اللہ
صاحب اور مولوی مفتی محمد سعد اللہ صاحب ومولوی تراب علی صاحب وغیرہم علمای
معتبرین کی طرف رجوع کری کہ انمین بسط وتنقیح سی اثبات مجلس مولد شریف کیا ھی
اور رد فاکہانی وغیرہ کا جو جلال الدین سیوطی نی کیا ہی منقول ہے اور ہدایۃ المبتدعین
مین جو چند کتابونکی نام منع مولد مین لکھی ہین اور لکھا ہی کہ جسکو منظور ہو کتابہای
مذکورہ مین دیکھہ لی الخ اوسکا حال یہہ ھی کہ بعض کتابین جو دیکھی گئین تو اونمین
پایا گیا اور بعض کتابونین اوس عبارت سی دعوی مدعیونکا ثابت ہنین جیسی
عبارت تحفہ اثناعشریہ وغیرہا اور فاکہانی اور ابن الحاج کا کلام اور جلال الدین
سیوطی کا رد جو سیرت شامی مین مذکور ہی تصحیح المسائل اور فتوی مولوی سعد اللہ
صاحب مین مسطور ہی اور انسان العیون مین بہی فاکہانی کا رد سیوطی وابن حجر
سی نقل کیا اور ظاہر ہی کہ کلام مجروح ومقدوح قابل تمسک کی ہنین ہی اور
باقی کتابین متعارف ومتداول ہنین ہین اگر ہوتین تو ایسا لفظ کہنا زیب دیتا تہا
اور معلوم ہوا کہ خط مرزا علی اسد صاحب طالب علم کا مولوی امیر حسن صاحب اصل الامر
مصنف ہدایۃ المبتدعین کی خدمت مین گیا تہا خلاصہ اوسکا لکھا جاتا ھی اور اونہین
کتابونمین لکھا ہی القول المعتمد فی الکلام مع عمل المولد تصنیف احمد بن محمد بن مصری
مالکی تاریخ علامہ معز الدین حسن خوارزمی جامع المسائل ابو الحسن بن علی بن الفضل
مقدسی مالکی تکملۃ التفسیر تصنیف ابو القاسم عبد الرحمن ابن عبد المجید مالکی مقری
البدع والحوادث تصنیف محمد بن ابی بکر مخزومی مالکی شرح البعث والنشور تصنیف
علاء الدین ابن اسمٰعیل شافعی فتاوی حافظ ابو بکر ابن عبد الغنی شہیر بابن النقطہ
البغدادی حنفی کتاب شرف الدین المقدسی الحنابلہ ہدایت گستر ان کتابونکا ذکر

اور اونسی استناد اپنی خصومتکی تحریر مین یا اون کتابونمین کہ اُنکی مضمون کی جنسی نقل و استناد کیا ھی یا اپنی مستندین سابقین کی کتابونمین سوای معاصرین متناصرین کے یا عموما اون کتابونمین جو متداول و متعارف ہین جس جس کتاب مین ملاحظہ فرمایا ہو اطلاع فرمانا ضرورھے کہ لتسکین موافقین اور اسکات مخالفین بغیر اسکے متصور نہین اور یہی التماس ہی نسبت ذخیرۃ السالکین اور نور الیقین لمن طلب الدین اور شرعۃ الہیہ اور تخمیص البحر فی المیلاد و لقطع شبہات اہل الفساد اور عقبات کی بعد مدت دراز کی مولوی امیر حسن صاحب نی خط بھیجا لیکن بیان اعتماد و استناد اون کتب سی انکار صاف کیا اور تحریرین عذر لایعنی پیش کیا باوجودیکہ خود تصحیح ہدایۃ المبتدعین کی کرچکی ہین ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ رب ہب لی حکما و الحقنی بالصالحین واجعل لی لسان صدق فی الآخرین ؁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا **اما بعد** فلما طالعت ہذا الجواب الذی حررہ اللوذعی الالمعی اوحد الزمن مولانا محمد حسن زاد فیوضہم وجدت مبانیہ فصیحۃ و معانیہ صریحۃ و نقولہ صحیحۃ و آراءہ نجیحۃ فجزاہ اللہ تعالی عن المسلمین خیر الجزاء حررہ الفقیر عبد القادر غفر لہ اللہ الغافر ابن مولانا فضل الرسول الحنفی القادری البدایونی دامت برکاتہم

عبد القادر البدایونی

فقیر نی یہہ رسالہ اجمالا دیکھا اور اجوبہ سب مسائل مذکورہ کی موافق عقیدۂ اہلسنت کی پائی اور صحت اجوبہ مین کسی قسم کا تردد نہ پایا فللہ در المجیب جزاہ اللہ سبحانہ خیر الجزاء العبد محمد ارشاد حسین عفی عنہ

حسین احمدی محمد ارشاد

یہہ رسالہ اجمالا دیکھا گیا توثیق مسائل مرقومہ مین تردد نہین ہی خصوصا مجیب نی کمر نصرت دین متین کی

محکم باندہی ہی اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم واخذل من
خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔
حررہ الفقیر الی ربہ الغنی ابو محمد شاہ علی عفی عنہ (مہر: سید محبوب علی مہر مولوی شاہ علی) الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین
اصطفی اما بعد فانی سمعت ہذہ الاجوبۃ الحجۃ الحقۃ بالاجمال وجدتہا
اجوبۃ کافیۃ وہدایۃ شافیۃ بعون اللہ تعالی ولتوفیقہ کلہا حق صریح وصراط مستقیم
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عبدہ الاثم محمد قطب عالم عفی عنہ ۔۔۔ فقیر را بجہت ضیق وقت
وقلت فرصت اتفاق مطالعہ بتمامہ .... نیفتادہ مگر چند انکہ بنظر اجمالی دیدہ
شد در توثیق وتحقیق آن شک نیست (مہر: احمد حسن) (مہر: محمد نور البنی) الجواب صحیح
ہذا الجواب صحیح عبدہ المسکین محمد نجم الدین محمد نور البنی
مسائل ہذہ الرسالۃ صحیحۃ والانکار بدعۃ قبیحۃ محمد عبد السلام ۔ للہ در المجیب
الحسن حیث اتی بہذا الجواب بالنمط العجیب الاحسن واللہ تعالی اعلم نمقہ العبد
الاثیم محمد عبد الکریم عفی عنہ (مہر: اکبر خان محمد عبد الکریم) اگرچہ اجمالا سماعت اجوبہ مرقومہ کی
ہوئی بایں ہمہ صحت وتوثیق مسائل مرقومہ کی بموجب عقائد صحیحہ
اہلسنت وجماعت کی متحقق ہے صاحب المجیب جزاہ اللہ جزا محمد سدید الدین عفی عنہ
(مہر: سید یعقوب بہشتی الدین) قبل ازین بنظر اجمال اتفاق ملاحظہ این رسالہ افتادہ بود وعقیدہ
صحیحہ علماء حنفیہ کہ بدلائل قطعیہ وبراہین شرعیہ مولف رسالہ سعی فوق
بکار بردہ الحق احق بالاتباع ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین
والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا ومولانا محمد خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ
واحبابہ اجمعین اما بعد فلما رایت ہذہ الرسالۃ الشریفۃ والمقالۃ المنیفۃ وجدتہا حاویۃ
علی المطالب الحقۃ اللطیفۃ کافیۃ لرد الاہواء الباطلۃ الخفیفۃ فقولہا صحیحۃ ودلائلہا واضحۃ
صریحۃ جزی اللہ تعالی مولفہا عن سائر اہل السنۃ والحمد للہ والمنۃ حررہ الفقیر الحقیر

عبد القادر

[محب الرسول عبد القادر]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب محمد سعید بدایونی

[محمد سعید]

صح المقال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال [غلام سرور]

ہذہ الاجوبۃ مقرونۃ بالصواب [محمد مظہر]

اجاب من اصاب [عبد السلام]

المجیب صحیح والرائی نجیح [محمد شمس الاسلام]

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان
زہوقا فرائیت ہذہ الرسالۃ فوجدتہا
مقرونۃ بالصواب نمقہ العبد الحقیر [جمیل الدین] البدایونی القادری
المجیب مصیب والجواب مصاب محمد سدید الدین عفی عنہ
الصمد البدایونی القادری

ہذا الجواب صحیح محمد فقیر اللہ لاہوری

ہذا الجواب صحیح والمجیب نجیح عبد المجیب

عفا اللہ عنہ

ذلک کذلک انی مصدق لذلک
قد اصاب من اجاب جزاہ اللہ الخیر
والعافیۃ وحسن مآب [محمد امانت حسین]

ہذہ الاجوبۃ صحیحۃ حررہ عبدہ محب احمد
الصدیقی مولف رسالہ ہدیہ احمدیہ

المجیب صواب [فضل مجید] الفاروقی مولف رسالہ
ذکر المحبوب

ہذا الجواب صحیح بلا ارتیاب ومجیبہ علی الصدق
والصواب والقیام بین المولد ثابت
عند ذوی الالباب کما قال الامام
البرزنجی فی عقد الجواہر اثابہ اللہ
حق الثواب عبارتہ وقد استحسن القیام
عند ذکر ولادتہ ائمۃ ذو
روایۃ ودرایہ فطوبی لمن کان
تعظیمہ غایۃ مرامہ ومرماہ فقیر محمد کریم اللہ
شاہ جہان آبادی

[مہر مولوی کریم اللہ صاحب]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامدًا ومصلیًا

اما بعد فاعلم ان مسئلة المولد الشریف ثابت بالکتاب والسنة وعلیه عمل اہل الاسلام واجلة اہل الحدیث کالقسطلانی والجزری والسیوطی والعسقلانی والسخاوی والشامی وغیرہم وبیان ذلک الاجمال ان المولد الشریف فی الاصطلاح عبارة عن اجتماع الناس علی مجلس میلاد سید المرسلین رحمة للعلمین شفیع المذنبین خاتم النبیین المشتمل علی اظہار السرور والشکریة الحاصلة بانواع العبادة البدنیة والمالیة مہما امکن کالصلوة والصوم والصدقة واطعام الطعام للفقراء والضعفاء والصلحاء والعلماء وحضار المجلس علی حسب الطاقة مع بیان بعض احواله واوصاف کماله بالروایات المقبولة المرویة فی فضائله ومدائحه ومحاسنه ومحامده ومناقبه ومعاظمه وبرکاته ومکاشفاته ومعجزاته وکراماته وبیان شفقة علی امته وشفاعته لامته وعظم مرتبته وعلو درجته ورفعة شانه ومقبولیته قوله عند ربه کما قال الله تعالی وما کان الله لیعذبہم وانت فیہم ولسوف یعطیک ربک فترضی لان کل ذلک نعمة من اعظم نعماته فلابد من البیان کما قال الله تعالی اما بنعمة ربک فحدث قال جلال الدین السیوطی ان اصل المولد هو اجتماع الناس وقراءة القران ما تیسر وروایة الاخبار الواردة فی مبدا امر النبی صلی الله علیه وسلم وما وقع فیه من الآیات واطعام الطعام انتہی وتفصیل ذلک الاجمال فی الاستدلال انه قال الله تعالی لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم فالآیة تدل علی جواز الاخبار عن وقت مجیئه صلعم مع بیان بعض احواله

ومناقبه ومشعرة بان ذلك الوقت وقت سرورکم لا آخرکم ولو قیل ان الآیة
تدل على الامر بتحديث النعمة فلو كان ذكر الميلاد وبيان احواله من مناقبه ومحامده
ومحاسنه وفضائله وشمائله ومعجزاته وكراماته ومكاشفاته من النعمة لذكرها الصحابة
رضي الله عنهم قلنا ان الصحابة ذكروها كما دل عليه كتب الحديث سيما كتب السيرة
المشتملة على ذكر احوال النبی صلعم بالروايات المروية عن اصحاب رسول الله صلی الله
علیه وسلم من مبدء الامر الی آخره كالمواهب اللدنية وسبيل الهدى والرشاد
في سيرة خير العباد والمشهور بسيرة الشامي وشفاء القاضي عياض وغير ذلك
مما لا يحصى كما لا يخفى ولو قيل سلمنا ذلك وليس الكلام في ذلك بل الكلام في ان
ذكر ذلك تلك الهيئة المخصوصة قلنا ان تلك الهيئة المخصوصة مثل الهيئة المخصوصة الحاصلة لتدوين
كتب الحديث كالبخاری ومسلم والترمذی وكتب الفقه والاصول والتفسير والنحو
والصرف وقراءتها واقراءها جماعة جماعة ونحو ذلك مما لم يكن في عهد رسول الله
صلی الله علیه وسلم ولا في عهد الصحابة فما هو الجواب عن ذلك فهو الجواب عنه ثم الجواب
ان مقتضى النقل والعقل ان الامور الضرورية اذا اجتمعت قدم اهمها فلما كان في
عهد الصحابة رضي الله عنهم اهم الضروريات جهاد الكفار لان الدين لم يقو لا جل ذلك توجهوا
جهاد الكفار لا الی تدوين كتب الحديث والفقه والاصول والتدريس بها ومدارسها
كما كان الآن ولانه كما جعل للمصلحة الدينية والحكمة الشرعية علم الحديث علحدة وعلم
التفسير علحدة وعلم الفقه علحدة وعلم الاصول علحدة وعلم الكلام علحدة وعلم السيرة
علحدة ويوم الوعظ للمسائل علحدة كذلك جعل يوم الوعظ للمولد الشريف علحدة
ليسمع الناس احوال سيد المرسلين ورحمة العلمين وخاتم النبيين من محامده ومحاسنه
وفضائله ومعجزاته وكراماته ومكاشفاته ليومن الكفار ويتيقن المرتابون ويقوى الضعفاء
ويزداد المسلمون وعرفوا احوال نبيهم ولم يغفلوا عن احواله الجليلة واوصافه الجميلة

وخصاله الجزئية ومعجزاته وخرق عاداته وكراماته ومكاشفاته لان كل ذلك سبب
الايمان والايقان والاثبات سيما في ذلك الزمان كما لا يخفى على من له بصيرة من الله
تعالى فلا بد من ذكر ذلك **قال** الملا علي القاري في الرسالة المسماة بمورد الروي
في مولد النبي وفي قوله تعالى لقد جاءكم رسول اشعار بذلك وايماء الى تعظيم وقت
مجيئه انتهى وقال الله تعالى اما بنعمة ربك فحدث فالاية نص على بيان نعم الله
تعالى من الفضائل والشمائل والمحاسن والمحامد وغير ذلك من التفضلات و
التكرمات والتحديث بها بين الناس فاذا كان الامر كذلك فاي نعمة اعظم من نعمة بروز
هذا النبي سيد المرسلين والتفضلات عليه بالمعجزات والكرامات والفضائل وغير ذلك
من العطيات **فقد ثبت** بالكتاب جواز الاخبار والسرور بوقت مجيء رسول الله
صلى الله عليه وسلم مع بيان بعض احواله ومناقبه لكن بقي ان ذلك الاخبار بها
والسرور بها هل يجوز تخصيصه بيوم المولد فقلنا ان تخصيصه بيوم المولد اليق وافضل
واولى واحرى بالكتاب والسنة **فاما الكتاب** فقال الله تعالى قال عيسى ابن
مريم اللهم ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا لاولنا واخرنا واية منك
وارزقنا وانت خير الرازقين قال الله اني منزلها عليكم **قال** في تفسير الجلالين
تكون لنا اي يوم نزولها عيدا نعظمه ونشرفه انتهى **وقال** في تفسير المدارك تكون
لنا عيدا اي يكون لنا سرورا وفرحا لاولنا واخرنا انتهى **فالاية** نص يدل على جعل
عيسى عليه السلام يوم نزول المائدة عيدا لهم وعلى اجابة الله تعالى والعيد عبارة
عن السرور والفرح بالتوسيع في الملابس والماكل والمشارب والاهداء الى الاحباب
والاعطاء للفقراء والضيافات والدعوات فيما بينهم فالاية تدل على جعل يوم النعمة العظمى
عيدا فاذا كان الامر كذلك فاي نعمة اعظم من بروز نبينا صلى الله عليه وسلم فانه لما
ان يوم المائدة اذا كان عيدا لهم كان يوم ميلاد نبينا صلعم عيدا لاهل الاسلام بالطريق

الاولی لان بروز نبینا صلعم اعظم نعمة من بروز المائدة کما لا یخفی **واما السنة فاخرج**
عن عبد اللہ بن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینة فوجد الیہود
صیاما یوم عاشوراء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہم ما ہذا الیوم الذی تصومونہ
فقالوا ہذا یوم عظیم انجی اللہ فیہ موسی وقومہ واغرق فرعون وقومہ فصامہ موسی شکرا
فنحن نصومہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنحن احق واولی بموسی منکم فصامہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وامر بصیامہ متفق علیہ ذکرہ فی المشکوة فی کتاب الصوم **فذلک** الحدیث
المتفق علیہ یدل علی ان موسی علیہ السلام خصص یوم النعمة العظمی لاظہار شکریة اللہ
تعالی وقررہ رسول اللہ صلعم حتی امر امتہ بصیامہ فاذا کان الامر کذلک فای نعمة اعظم
من بروز نبینا صلعم **واخرج** عن ابی قتادة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سئل عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی رواہ مسلم ذکرہ فی المشکوة
فی کتاب الصوم **فذلک** الحدیث یدل علی تخصیص یوم میلادہ لاظہار شکریة اللہ ۱۴۱
تعالی والشکر یحصل بانواع العبادة البدنیة والمالیة کالصوم والصلوة والصدقة ونحو
ذلک کما صرح بہ الحافظ ابن حجر العسقلانی حیث قال قد ظہر لی تخریجہ علی اصل ثابت وہو
ما ثبت فی الصحیحین من ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینة فوجد یصومون
یوم عاشوراء فسألہم فقالوا ہذا یوم اغرق اللہ تعالی فیہ فرعون وانجی موسی
فنحن نصومہ شکرا للہ تعالی فقال انا احق بموسی منکم فصامہ وامر بصیامہ فیستفاد منہ
فعل ذلک شکر اللہ تعالی بما من بہ فی یوم معین من ابداع نعمة ودفع نقمة
ویعاد ذلک فی نظیر ذلک الیوم من کل سنة والشکر یحصل بانواع العبادات
من السجود والصیام والصدقة وای نعمة اعظم من نعمة بروز ہذا النبی الکریم نبی الرحمة
فی ذلک الیوم وعلی ہذا ینبغی ان یعین ذلک الیوم حتی یطابق قصة موسی علیہ السلام
فی یوم عاشوراء انتہی کلامہ **فقد ثبت** بالکتاب والسنة ان المولد الشریف جائز

وتخصیصہ بیوم میلادہ صلعم افضل واولی وعلیہ علماء اہل الاسلام **قال** الشامی

فی سبیل الہدی المشہور بسیرة الشامی قال الحافظ ابو الخیر السخاوی ان عمل المولد

لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلثة الفاضلة ثم لا زال اہل الاسلام

فی سائر الاقطار والمدن الکبار یشتغلون فی شہر مولدہ بمولدہ صلعم ویعملون الولائم

البدیعة المشتملة علی الامور الرفیعة ویتصدقون فی لیالیہ من انواع الصدقات و

یظہرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءة مولدہ الکریم ویظہر علیہم من

برکاتہ الفضل العظیم قال الحافظ وقد ظہر لی تخریجہ علی اصل ثابت وہو ما ثبت فی الصحیحین

من ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینة فوجد الیہود یصومون یوم عاشوراء

فسالہم فقالوا ہذا یوم اغرق اللہ تعالی فیہ فرعون وانجی موسی فنحن نصومہ شکر اللہ تعالی

فقال انا احق بموسی منکم فصام وامر بصیامہ فیستفاد منہ فعل ذلک شکر اللہ تعالی

بما من بہ فی یوم معین من اسداء نعمة ودفع نقمة ویعاد ذلک فی نظیر ذلک الیوم

من کل سنة والشکر للہ تعالی یحصل بانواع العبادات من السجود والصیام والصدقة

وای نعمة اعظم من نعمة بروز ہذا النبی الکریم نبی الرحمة وعلی ہذا ینبغی ان یتعین ذلک

الیوم بعینہ حتی یطابق قصة موسی علیہ السلام فی یوم عاشوراء ومن لم یلاحظ ذلک

لا یبالی بعمل فی ای یوم من الشہر بل توسع قوم فنقلوا الی یوم من السنة انتہی

قال شیخنا فی فتاواہ عندی ان اصل المولد الذی ہو اجتماع الناس

وقراءة القرآن ما تیسر وروایة الاخبار الواردة فی مبدأ امر النبی صلعم وما وقع فیہ

من الآیات ثم یمد لہم طعاما یاکلون منہ وتفرقون من غیر زیادة علی ذلک من

البدع الحسنة التی یثاب علیہا صاحبہا لما فیہ من تعظیم النبی صلعم واظہار الفرح

والاستبشار بمولدہ الشریف انتہی کلام الشامی **قولہ** من غیر زیادة علی ذلک

اشارة الی ما زادہ واحدثہ جہلاء الزمان من البدع المنکرة والآلات المحرمة **قال**

القسطلانی ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی ما احدثه الناس من البدع
والاهواء والغناء بالالات المحرمة عند عمل المولد الشریف فالله تعالی یثیبه علی قصده الجمیل انتہی
وقال الملا علی القاری فی المورد الروی فی المولد النبوی فاما ما تبعه من السماع
واللهو وغیرهما فینبغی ان یقال ان ما کان من ذلک مباحا بحیث یعین السرور فلا بأس
بالحاقه وما کان حراما او مکروها فیمنع انتہی کما صرح به ایضا المولوی اسحق الدہلوی
فی مائة المسائل حیث **قال** الذی هو استاذ المولوی نذیر حسین فی الحدیث
والسند بحسب زعمه وادعائه والا فاستاذه فی الحدیث والفقه المولوی عبد الخالق
والد المولوی عبد الرب وقیاس عرس بر مولود شریف غیر صحیح است زیرا که در مولود
ذکر ولادت خیر البشر است وآن موجب فرحت وسرور است ودر شرع اجتماع برای فرحت
وسرور که خالی از منکرات وبدعات باشد آمده وبرای اجتماع حزن وشرور
ثابت نشده وفی الواقع فرحت مثل فرحت ولادت آنحضرت صلی الله علیه وسلم
در دیگر امر نیست پس دیگر امر برین قیاس صحیح نه خواهد شد انتہی **ثم لا یخفی** علی
احدان المولوی نذیر حسین امام منکر مولد النبی صلعم وامام المولوی نذیر حسین
بل ایمانه المولوی شاه ولی الله الدہلوی وقد قال شاه ولی الله الدہلوی فی فیوض
الحرمین الشریفین فاعلم انی لما زرت شهداء بدر رضی الله عنهم وقمت حول قبورهم
سطعت الانوار من قبورهم الینا دفعة فی اول الامر کمثل الانوار المحسوسة ثم تاملت
فیها ای الانوار هی فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت قبر ابی ذر الغفاری رضی الله تعالی
عنه وتوجهت الی روحه ظهرت لی کمثل جلال الثالثة فتاملت فیها فاذا النور نور
الاعمال ونور الرحمة جمیعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر وکنت قبل ذلک بمکة المعظمة
فی مولد النبی صلی الله علیه وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علیه صلی الله علیه وسلم
ویذکرون ارهاصاته التی ظهرت فی ولادته ومشاهده قبل بعثته صلی الله علیه وسلم

فرايت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول انى ادركتها ببصر الجسد ولا اقول ادركتها
ببصر الروح فقط والله اعلم كيف كان الامر بين هذا و ذلك فتاملت تلك الانوار فوجدتها
من قبل الملائكة الموكلين بامثال هذه المشاهد و بامثال هذه المجالس فرايت يخالطه انوار
الملائكة انوار الرحمة انتهى **وقال** الملا على القارى فى المورد الروى فى المولد النبوى
قال الشيخ مشائخنا شمس الدين السخاوى بلغه الله المقام العالى وان اصل المولد الشريف
لم ينقل عن احد من السلف الصالح فى القرون الثلثة الفاضلة وانما حدث بعدها بالمقاصد
الحسنة والنيات الخالصة ثم لازال اهل الاسلام فى سائر الاقطار والمدن الكبار يعملون
بعمل الولائم البديعة والمطاعم المشتملة على الامور الرفيعة ويتصدقون فى لياليه بانواع
الصدقات ويظهرون المسرات ويزيدون فى المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم
ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم بحيث كان مجرب كما قال الجزرى من خواصه
انه امان فى ذلك العام وبشرى لاجل نيل المرام انتهى كلام القارى **وقال** الشيخ
عبد الحق المحدث الدهلوى فى كتابه المسمى بما ثبت من السنة فى ايام السنة قال الامام
ابن الجزرى ولازال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلعم ويعملون الولائم
ويتصدقون فى لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون فى الخيرات
ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم انتهى كلام
الشيخ **وقال** القسطلانى شارح البخارى وهو من اجلة الشافعية واكابر اهل الحديث
فى المواهب اللدنية فى المقصد الاول وارضعته صلى الله عليه وسلم ثويبة عتيقة ابى
لهب اعتقها حين بشرته بولادته عليه السلام وقد راى ابولهب بعد موته فى النوم
فقيل له ما حالك فقال فى النار الا انه خفف عنى كل ليلة اثنين وامص من بين اصبعى
هاتين ماءً وذلك باعتاقى ثويبة عندما بشرتنى بولادة النبى صلى الله عليه وسلم وقال
ابن الجزرى فاذا كان ابولهب الكافر الذى نزل القران بذمه جوزى فى النار

هذا بفرحة ليلة مولد النبي صلى الله عليه وسلم به فما حال المسلم الموحد من امته عليه السلام
الذي يسر بمولده ويبذل ما يصل اليه قدرته في محبته صلى الله عليه وسلم ولعمري
انما يكون جزاؤه من الله الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم ولا زال اهل الاسلام
يحتفلون بشهر مولده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون في لياليه بانواع
الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقراءة مولده
الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم ومما جرب من خواصه انه امان في ذلك
العام وبشرى عاجلة بنيل المرام فرحم الله تعالى امرأ اتخذ ليالي شهر مولده المبارك
اعيادا انتهى كلام القسطلاني **وقد اعترض** بعض المعاندين في انكار مولد النبي
صلعم على حديث ثويبة بالوجوه اقويها وجهان **فالوجه الاول** ان ذلك الحديث
مخالف القرآن فانه تعالى قال لا يخفف عنهم العذاب وذلك الحديث يدل على التخفيف
فالجواب ان الآية انه لا يخفف عنهم العذاب من جزاء الكفر بدليل ان عذاب الكفار
متفاوت بنصوص الاحاديث الصحيحة **منها ما اخرج** عن النعمان بن بشير قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهون اهل النار عذابا من له نعلان وشراكان
من نار يغلي منهما دماغه كما يغلي المرجل ما يرى ان احدا اشد منه عذابا وانه لاهونهم
عذابا متفق عليه فذلك الحديث المتفق عليه مع امثاله نص صريح في ان عذاب الكفار
متفاوت فتلك التفاوت لم يحصل الا بتفاوت الاعمال بدليل نصوص الاحاديث الصحيحة
منها ما اخرج عن العباس بن عبد المطلب انه قال يا رسول الله هل نفعت ابا
طالب بشيء فانه كان يحوطك ويغضب لك قال نعم هو في ضحضاح من نار ولولا
انا لكان في الدرك الاسفل من النار رواه مسلم بطرق متعددة **قال** الامام
النووي تحت ذلك الحديث وفي هذا الحديث وما اشبهه تصريح بتفاوت عذاب اهل النار
كما ان نعيم اهل الجنة متفاوت انتهى **وقال** الشيخ العارف بالله خادم حديث

[illegible]

رسول الله الشيخ عبد الحق الدهلوي في اللمعات شرح المشكوة الهوان اضافي بالنسبة الى ما فوقه من العذاب ويشترك فيه ابو طالب وغيره كما هو ظاهر الحديث السابق ويحتمل ان يكون الهوان عذاب ابي طالب بالنسبة الى كل ما عداه وهذا على ما هو مذهب اهل السنة والجماعة انتهى فقد ثبت بما ذكر تفاوت عذاب الكفار سوى الكفر بحسب الاعمال فكان تخفيف عذاب ابي طالب من ذلك القبيل لا كما فهمه المعترض المعاند **والوجه الثاني** ان ذلك الحديث متكلم فيه **فالجواب** ان قوله في مقابل القسطلاني والجزري وغيرهما من اهل الحديث غير مسموع فلو سلم **فالجواب** ان العمل بالحديث الضعيف في باب الفضائل ونحو ذلك جائز باتفاق اهل الحديث **قال** الامام النووي في كتابه الاربعين وقد اتفق العلماء على جواز العمل بالحديث الضعيف في فضائل الاعمال انتهى **وقال** النووي في شرح مسلم في باب صحة الاحتجاج بالمعنعن والرابع انهم قد يروون عنهم احاديث الترغيب والترهيب وفضائل الاعمال والقصص واحاديث الزهد ومكارم الاخلاق ونحو ذلك مما لا يتعلق بالحلال والحرام وسائر الاحكام وهذا الضرب من الحديث يجوز عند اهل الحديث وغيرهم التساهل فيه ورواية ما سوى الموضوع منه والعمل به انتهى **وقال** القاري في شرح الموطا في باب قيام رمضان فالعمل في فضائل الاعمال بالحديث الضعيف جائز عند الكل انتهى **وقال** السيد الشريف في اصول الحديث يجوز عند العلماء التساهل في اسانيد الحديث الضعيف دون الموضوع من غير بيان ضعفه في المواعظ والقصص وفضائل الاعمال لا في صفات الله واحكام الحلال والحرام انتهى **وقال** في خاتمة مجمع البحار في فصل الجرح والتعديل يجوز التساهل في رواية الضعيف بلا شرط ضعفه في الوعظ والقصص والفضائل لا في صفات الله والحلال والحرام انتهى **فقد ثبت** بما ذكر ان المولد الشريف من اجتماع الناس على السرور بميلاده صلى الله عليه وسلم المشتمل على فعل الخيرات والصدقات والضيافات وبيان الشمائل والفضائل والمعجزات والكرامات من مبدء الامر الى آخره مما تيسر بالمكن من الروايات المقبولة وانه داول تخصيصه بيوم الميلاد ثابت بالادلة القوية من الكتاب والسنة وعليه اهل الاسلام والله اعلم وعلمه اتم حرره من عباد الله والضارة محمد عثمان بن نواب محمد القصي خان تغمدهما الله بغفرانه

٤٦

كار هميں فقط العبد
خاكسار محمد مرزا عفى عنه

غلط نامہ رسالہ اماطۃ الاذی عن طریق الہدی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
اول	٣	محمد حسین صاحب	محمد حسن صاحب	"	١٣	کمویہ	کمو بہ
٢	٥	مستبط	مستنبط	٢١	١٢	امات	امامت
٣	٩	ستحن	مستحسن	٢٢	١	امردود	امر مردود
٩	١٣	ہوتی ہر	ہوتی ہو	"	١٤	فیحی	فیجی
١٠	٣	سبۂ	سیئہ	"	١٧	بعتسم	یقسم
"	٩	ہی ہئین	ہی ہائین	٢٣	٤	برسر	بر سر
"	٢١	تتبع	تتبع	٢٣	١٩	الجمیع	الجمع
١١	٣	الجابلیۃ	الجاہلیۃ	٢٤	٣	التفصیل	التفضیل
"	٩	عن اشباء	عن اشیاء	"	١٤	بعتصر	یقتصر
"	١٧	الاشیاء	الاشیاء	٢٥	٢	ادارقرر	اذا قرر
١٢	١	لحرمۃ	بحرمۃ	"	٣	کرہتہ	کراہتہ
"	١٠	سبۂ	سیئہ	٢٧	15	حنیفیہ	حنفیہ
١٣	٥	موصع	موضع	"	٢٠	العبسر	البر
١٤	١٥	یقینہ	یقینیہ	"	٢١	ہماین	ہامین
"	١٩	ثبت	مثبت	٢٩	٣٠	الطینۃ	الطینۃ
٢٠	٢	اوراونسی بھی	اور اونسی ہی صلعم	٣١	٢	اسرف	اسرف